بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۵

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

سیرۃ خاتم النبیین نمبر

روزنامہ
الفضل
ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۴۰ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶/۶۱ | ۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ، ۲۶ شہادت ۱۳۵۱ھش، ۲۶ اپریل ۱۹۷۲ء | نمبر ۹۴

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَیُّھَا الْوَرٰی

(اے لوگو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجو)

دَعُوْا کُلَّ فَخْرٍ لِلنَّبِیِّ مُحَمَّدٍ ۔ اَمَامَ جَلَالَۃِ شَأْنِہٖ الشَّمْسُ اَحْقَرُ

اے لوگو! تم ہر قسم کے فخر کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی رہنے دو۔ آپ کی جلالتِ شان کے آگے تو سورج بالکل حقیر ہے

وَصَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا اَیُّھَا الْوَرٰی ۔ وَذَرُوْا لَہٗ طُرُقَ التَّشَاجُرِ تُوْجَرُوْا

اور اے لوگو! آپ پر درود اور سلام بھیجو اور آپ کی خاطر جھگڑے چھوڑ دو، تم کو اس کا اجر ملے گا۔

وَوَاللّٰہِ اِنِّیْ قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا ۔ وَفِیْ کُلِّ اٰنٍ مِّنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ

اور اللہ کی قسم میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہے اور ہر آن میں آپ کی روشنی سے ہی نور حاصل کرتا ہوں

وَفَوَّضَنِیْ رَبِّیْ اِلٰی رَوْضِ فَیْضِہٖ ۔ وَاِنِّیْ بِہٖ اَجْنِی الْجَنٰی وَاُنَضَّرُ

اور میرے رب نے مجھے آپ کے فیض کے باغ کے سپرد کر دیا ہے اور میں آپ کے طفیل ہی پھول چنتا ہوں اور تروتازگی سے بہرہ اندوز ہوتا ہوں۔

وَلِدِیْنِہٖ فِیْ جَذْرِ قَلْبِیْ لَوْعَۃٌ ۔ وَاِنَّ بَیَانِیْ عَنْ جَنَانِیْ یُخَبِّرُ

اور آپ کے دین کے لئے میرے دل کی گہرائی میں ایک تڑپ ہے اور میرے بیان سے میرے دل کی حالت عیاں ہے۔

وَرِثْتُ عُلُوْمَ الْمُصْطَفٰی فَاَخَذْتُھَا ۔ وَکَیْفَ اَرُدُّ عَطَاءَ رَبِّیْ وَاَفْجُرُ

مجھے آپ کے علوم ورثہ میں عطا ہوئے ہیں اور میں نے بصد احترام یہ ورثہ لیا ہے یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میں اپنے رب کی عطا کو رد کر کے معصیت کا مرتکب ہوتا

وَمَا دِیْنُنَا اِلَّا ھِدَایَۃُ اَحْمَدَا

اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے سوا ہمارا کوئی دین نہیں ہے۔

فَیَا لَیْتَ شِعْرِیْ مَا یَظُنُّ الْمُکَفِّرُ

میں نہیں جانتا کہ میری تکفیر کرنے والا کس گمان یا زعم میں مبتلا ہے۔

(مسعود احمد جہلمی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۷ شہادت ۱۳۵۰ھش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرتؐ کی حیاتِ جاودانی اور اس کا ثبوت

پہلے مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کی طرف مختلف انبیاء مبعوث ہوتے رہے ان میں سے ہر ایک کی بعثت ایک خاص قوم اور خاص زمانہ تک محدود تھی جملہ انبیاء میں سے یہ فخر اور یہ لاثانی مقام صرف اور صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے کہ آپ قیامت تک کے واسطے تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کئے گئے اور آپ کی اتباع روئے زمین پر پیدا ہونے والے تمام بنی نوع انسان کے لئے لازمی قرار دی گئی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنے اس رفیع الشان مقام کا دنیا میں اعلان کرنے کا حکم دیا اور اس ضمن میں فرمایا :-

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۝ (الاعراف آیت ۱۵۹)

(یعنی اے رسول!) تم اعلان کر دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ وہ ہے جس کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت حاصل ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی ہے جو زندہ بھی کرتا ہے اور مارتا بھی ہے پس اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ وہ رسول نبی بھی ہے اور اُمّی بھی ہے اور وہ ایمان لاتا ہے اللہ پر اور اس کے کلمات پر تم اس رسول کی اتباع کرو تاکہ ہدایت پاؤ۔

تمام بنی نوع انسان کے لئے اتباع نبوی کو لازمی قرار دینے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ہمارے اس نبی کی زندگی ہی تمام بنی نوع انسان کے لئے بہترین نمونہ ہے اور بہترین نمونہ کی پیروی ہی تمہیں ہر لحاظ سے کامیاب و کامران کر سکتی ہے چنانچہ فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب ۲۲)

یعنی تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے جس کی تمہیں پیروی کرنی چاہیئے۔

اور پھر اس اسوۂ حسنہ کی پیروی اور اتباعِ نبوی کا نتیجہ یہ بیان کیا کہ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ کے مطابق خدا تم سے محبت کرنے لگ جائے گا اور تمہیں اپنے انعام یافتہ لوگوں میں شامل کرے گا جیسا کہ فرمایا :-

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ (النساء آیت ۷۰)

یعنی جو لوگ بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ ان لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین میں۔

جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے یہ رفیع الشان مقام صرف اور صرف حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے کہ آپ بیک وقت روئے زمین کے تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے اور آپ کی بعثت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اور یہ عظیم الشان فخر اور یہ عدیم النظیر مقام جملہ انبیاء کرامؑ میں سے صرف اور صرف آپ ہی کو حاصل ہے کہ آپ کی اتباع اور پیروی کے نتیجہ میں آپ کی امت کے افراد اپنے اپنے دائرہ استعداد کے مطابق امتی ہونے کی حیثیت میں صالحین۔ شہداء، صدیقین اور انبیاء میں شمولیت کے شرف سے مشرف کئے جاتے ہیں اور آپ کے مقام ختم نبوت میں جس کے جملہ انبیاء میں سے صرف آپ ہی حامل ہیں اتباع نبوی کی ان عظیم الشان برکات کی طرف ہی اشارہ کیا گیا ہے اور یہی اس کا اصل اور حقیقی مفہوم ہے اسی لئے آئمہ سلف کی پیروی میں سر سید احمد خان مرحوم نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رفیع الشان مقام ختم نبوت کے اسی مفہوم کو اپنی تحریرات میں واضح کیا اور اس ضمن میں لکھا :-

۱۔ "رسولِ خدا صلعم نے ختمِ نبوت فرمایا ہے، ملکۂ نبوت کا ختم اور فیضانِ الٰہی کا خاتمہ نہیں فرمایا بلکہ اولیاء امتی کَانبیاءِ بنی اسرائیل کے لفظ سے اس ملکۂ نبوت کا تا قیامت جاری رہنا پایا جاتا ہے۔"

(سر سید مرحوم کے مضامین - تہذیب الاخلاق جلد دوم صفحہ ۱۲۵)

۲۔ "جب کہ رسالت، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عام تھی تو خاتمیت بھی بلحاظ کر عام تھی۔۔۔ ہاں فیض الٰہی کبھی ختم نہیں ہونے کا بقول حافظ شیراز علیہ الرحمۃ ؎

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

مگر سب اسی کو گائیں گے۔ ہمارے پیارے پیغمبر صلعم جیسے کہ انبیاء بنی اسرائیل میں بہت سے ایسے نبی گزرے جو اپنے پہلے نبی کے دین کو قائم کرتے رہے پس ہمارے نبی کی امت میں بھی بہت سے ایسے گزرے اور گزریں گے جو دین محمدی کی حقیقت قائم کیا کریں گے۔" (الیفاً صفحہ ۲۹۱)

اپنے اس رفیع الشان مقام ختم نبوت کی وجہ سے جو جملہ انبیاء میں سے صرف اور صرف آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہے، آنحضورؐ ہی مجدد اعظم، معلم اعظم، مربی اعظم اور انسانیت کے محسن اعظم ہیں اور آنحضورؐ ہی ایک ایسے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے حیات جاودانی ملی ہے۔ اور اس حیات جاودانی کا ثبوت یہ ہے کہ آنحضورؐ کا افاضۂ روحانی قیامت تک جاری ہے اور آپ کی پیروی ہمیشہ ہی ہر زمانہ میں اور ہر نسل کے لئے روحانی طور پر زندگی بخش ثابت ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی کیونکہ ہمیشہ رہنے والی کامل زندگی وہ ہے جس سے ہمیشہ کے لئے فیوض کے سرچشمے پھوٹتے رہیں اور وہ تمام انسانی ضرورتوں کو پورا کرتے رہیں۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے :-

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جاودانی زندگی پر یہ بھی بڑی ایک بھاری دلیل ہے کہ حضرت ممدوح کا فیض جاودانی جاری ہے اور جو شخص اس زمانہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے وہ بلاشبہ قبر میں سے اٹھایا جاتا ہے اور ایک روحانی زندگی اس کو بخشی جاتی ہے۔ نہ صرف خیالی طور پر بلکہ آثار صحیحہ صادقہ اس کے ظاہر ہوتے ہیں اور آسمانی مددیں اور سماوی برکتیں اور روح القدس کی خارق عادت تائیدیں اس کے شامل حال ہو جاتی ہیں اور وہ تمام دنیا کے انسانوں میں سے ایک منفرد انسان ہو جاتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالےٰ اس سے ہم کلام ہوتا ہے اور اپنے اسرار خاصہ اس پر ظاہر کرتا ہے اور اپنے حقائق و معارف کھولتا ہے اور اپنی محبت اور عنایت کے چمکتے ہوئے علامات اس میں نمودار کر دیتا ہے اور اپنی نصرتیں اس پر اتارتا ہے اور اپنی برکات اس میں رکھ دیتا ہے اور اپنی ربوبیت کا آئینہ اس کو بنا دیتا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۱)

الغرض ہمیشہ رہنے والی کامل زندگی صرف اور صرف ایک ہی وجود کو ملی ہے اور وہ ہے نبیوں کا سردار رسولوں کا فخر حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

جب سے یہ نور ملا نورِ پیمبرؐ سے ہمیں
ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے

مصطفیٰؐ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعت احمدیہ کا عارفانہ نعرہ — خاتم الانبیاءؐ زندہ باد

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ خطبہ جمعہ کا ایک اقتباس

"ہم جو حقیقتِ محمدیہ کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور اس بات پر علیٰ وجہ البصیرت قائم ہیں کہ آپ ہی ختم المرسلین اور خاتم الانبیاء ہیں ہم اپنے نفوس میں بھی یہ مشاہدہ کرتے ہیں اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ دنیا بھی اس بات کو سمجھنے لگے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پہ چلنا انسان کو خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دیتا ہے۔

نقشِ قدم پہ چلنے میں تین باتیں آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ آپؐ کے حُسن کو جاننا جسکے نتیجہ میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس نقشِ قدم پہ چلنے کیلئے ضروری ہے کہ آپؐ کے حُسن کا علم حاصل کرکے بے اختیار ہو کر آپؐ کی محبت میں کھو جانا۔

دوم یہ کہ آپؐ کی عظمت کو پہچاننا۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

(بنی اسرائیل آیت ۹۶)

ایک عظیم نعرہ تھا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آپؐ کے مظہر الوہیت ہونے کا لگایا گیا۔ جو عظمت اور جلال ہمیں اللہ تعالیٰ میں (جو کہ تمام صفاتِ حسنہ سے متصف اور ہر عیب سے پاک ہے) نظر آتا ہے وہی عظمت اور جلال ظلّی طور پر ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نظر آتا ہے کیونکہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ کی ظلّیت میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو عظمت اور جو جلال حاصل ہوا اُس کی قدر کرنا اور اُس کو پہچاننا آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کیلئے ضروری ہے تاکہ ہر انسان اپنے ظرف کے مطابق رُوحانی ترقیات کرتا ہوا اپنے ربّ کا زیادہ سے زیادہ قُرب حاصل کرے اور اُس کی صفات کا زیادہ سے زیادہ مظہر بن سکے۔

نقشِ قدم پہ چلنے کے لئے تیسری ضروری بات یہ ہے کہ آپؐ کی کامل اطاعت کی جائے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کی توفیق سے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم سے محبّت کرتا ہے اور آپؐ کی عظمت اور جلال اور آپؐ کے مقام کو پہچانتا ہے اور اس عشق کے نتیجہ میں اور اس عظمت کے رُعب کے سایہ میں آپؐ کی کامل اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور اُسے ہر وہ چیز مل جاتی ہے جو ایک محبوب کو محبت کرنے والے پیارے سے ملا کرتی ہے۔ چونکہ ہر چیز خدا تعالیٰ کی ہے اس لئے جو خدا تعالیٰ کا محبوب بن گیا اُسے تو سب کچھ مل گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

پھر ہم جو حقیقتِ محمدیہ کا عرفان رکھتے ہیں ہم یہ جانتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت میں کہ آپؐ انسانیت کے مُحسنِ اعظم ہیں یکتا اور بے نظیر ہیں۔ آپؐ کی محسنانہ ہمدردی اور مشفقانہ غمخواری کا کسی ایک فرد یا ایک قبیلہ یا ایک خاندان سے تعلق نہیں بلکہ ساری دُنیا سے اس کا تعلق ہے۔ پھر کسی ایک زمانہ سے اس کا تعلق نہیں قیامت تک کے زمانوں سے اس کا تعلق ہے۔ ایسی سچی کامل اور ہمہ گیر ہمدردی کسی اور وجود میں تو ہمیں نظر نہیں آتی۔ ویسی ہمدردی تو کجا میں تو سمجھتا ہوں اس کا ہزارواں حصہ بھی اُس کا کروڑواں حصہ بھی ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتا۔ اور اگر کسی شخص کی فضیلت اس کے اُن کاموں سے ہو سکتی ہے جن سے بنی نوعِ انسان کی سچی ہمدردی ثابت ہو تو ہم گواہی دیتے ہیں اور اس حقیقت کی دنیا میں منادی کرتے ہیں کہ اس صفت میں حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں اور تمام انسانوں سے بڑھ کر بے نظیر انسان ہیں۔

. . . اس میں شک نہیں کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک کروڑوں، اربوں لوگ ایسے پیدا ہوئے جنہیں اپنے اپنے ظرف کے مطابق یہ معرفت ملی۔ ہم نے اس عرفان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم رُوحانی فرزند کے ذریعہ حاصل کیا ہے اور پہلوں کی طرح جنہیں یہ عرفان اور معرفت عطا ہوتی تھی حقیقی معنوں میں اور عارفانہ رنگ میں آج اگر کوئی "خاتم الانبیاء زندہ باد" کا نعرہ لگا سکتا ہے، تو وہ ہم ہی ہیں۔ ہم جب

خاتم الانبیاءؐ زِندہ باد
ختم المرسلینؐ زِندہ باد

کا نعرہ لگاتے ہیں تو ہمارا یہ نعرہ عارفانہ نعرہ ہے۔ ہم اس حقیقت کو پہچانتے ہیں اور ہمارے دل کی گہرائی ہماری رُوح کی وسعتوں اور ہمارے جسم کے ذرّہ ذرّہ سے یہ آواز بلند ہوتی ہے کہ

خاتم الانبیاءؐ زِندہ باد
ختم المرسلینؐ زِندہ باد"

(الفضل ۷ر مئی ۱۹۷۱ء)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ

ہزارہا درود و سلام اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جسے تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی گئی

کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزّت و قرب کا آپؐ کی سچّی اور کامل متابعت کے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا

آپؐ خاتم الانبیاء و امام الاصفیاء۔ شفیع المذنبین اور سیّد المطہّرین ہیں

(۱) "میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود و سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اسکی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے، اسکے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی۔ وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اسکو دنیا میں لایا۔ اور اس نے خدا سے انتہائی درجہ محبت کی۔ اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اسکی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اسکے دل کے راز کا واقف تھا، اسکو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اسکی مرادیں اسکی زندگی میں اسکو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ اور وہ شخص جو بغیر اقرارِ افاضہ اسکے کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں بلکہ ذرّیتِ شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اسکو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اسی کو عطا کیا گیا ہے جو اسکے ذریعہ سے نہیں پاتا، وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے۔ ہم کافرِ نعمت ہونگے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبیؐ کے ذریعہ سے اور اسی کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں، اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسّر آیا ہے۔ اس آفتابِ ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے۔ اور اسی وقت تک ہم منوّر رہ سکتے ہیں جب تک کہ ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

(۲) "ہمیں بڑا فخر ہے کہ جس نبی علیہ السلام کا ہم نے دامن پکڑا ہے۔ خدا کا اس پر بڑا فضل ہے۔ وہ خدا تو نہیں مگر اسکے ذریعہ سے ہم نے خدا کو دیکھ لیا ہے۔ . . . ہم کیا چیز ہیں جو اس شکر کو ادا کر سکیں کہ وہ خدا جو دوسروں پر مخفی ہے، اور وہ پوشیدہ طاقت جو دوسروں سے نہاں در نہاں ہے، وہ ذو الجلال خدا محض اسی نبی کریمؐ کے ذریعہ سے ہم پر ظاہر ہو گیا۔" (چشمہ معرفت حصہ دوم صفحہ ۸ تا ۱۰)

(۳) "ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بجز اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسلؐ کے حاصل ہو سکیں۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزّت و قرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے۔ جو کچھ ملتا ہے ظلّی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ غرض ہمارا اُن تمام باتوں پر ایمان ہے جو قرآن شریف میں درج ہیں۔ اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے اور تمام محدثات اور بدعات کو ہم ایک فاش ضلالت اور جہنّم تک پہنچانے والی راہ یقین کرتے ہیں۔" (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۱۳۷ مطبوعہ ۱۸۹۲ء)

(۴) "میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور میں کوئی کتاب بجز قرآن شریف کے نہیں رکھتا۔ اور میرا کوئی پیغمبر بجز حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں جو خاتم الانبیاء ہے جس پر خدا نے اپنی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور اُسکے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسّک قرآن شریف سے ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی جو چشمہ حق و معرفت ہے۔ میں پیروی کرتا ہوں۔" (انجام آتھم ص ۱۴۳ و ۱۴۴ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

(۵) "ہمارے سیّد و مولا حضرت خاتم الانبیاء سیّد المطہّرین افضل الاوّلین و الآخرین محمّد صلی اللہ علیہ وسلم۔" (نور القرآن حصہ دوم ص ۱۲ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

(۶) "درود و سلام تمام رسولوں سے بہتر اور تمام برگزیدوں سے افضل محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر کہ خاتم الانبیاء اور شفیع المذنبین اور تمام اوّلین و آخرین کے سردار ہیں۔ اور آپؐ کی آل پر کہ طاہر و مطہّر ہیں اور آپؐ کے اصحاب پر کہ حق کا نشان اور اللہ کی حجّت ہیں اہل جہان کے لئے۔"

(انجام آتھم ص ۷۳ مطبوعہ ۱۸۹۶ء)

(۷) "تمام تعریفیں خدا کے لئے ثابت ہیں جو تمام عالموں کا پروردگار ہے۔ اور درود و سلام اسکے نبیوں کے سردار پر جو اسکے دوستوں میں سے برگزیدہ اور اسکی مخلوقات اور ہر ایک پیدائش میں سے پسندیدہ اور خاتم الانبیاء اور فخر الاولیاء ہے ہمارا سیّد ہمارا امام ہمارا نبی محمد مصطفیٰؐ جو زمین کے باشندوں کے دل روشن کرنے کے لئے خدا کا آفتاب ہے۔" (نور الحق ص ۱ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

(۸) "وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیّین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتدائے دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔" (اتمام الحجۃ ص ۲۸ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وحدت البشری کے علمبردار رسول صلی اللہ علیہ وسلم

عالمگیر وحدت کیلئے اسلام کے پیش کردہ چار اصول

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد

قومی انبیاء کے بعد عالمگیر رسول کی بعثت

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ایک ملک یا ایک قوم کے لئے نہیں ہے۔ آپ سارے جہانوں اور تمام زمانوں کیلئے مبعوث ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔ آپ سب انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اس لئے آپ کا نصب العین کسی ایک قوم یا ایک ملک کی شیرازہ بندی نہیں ہے بلکہ آپ وحدت عالمی یا وحدت بشریت کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ آپ ساری نسل انسانی کو ایک سلک میں پرونے کے لئے برپا ہوئے ہیں اور آپ کی دعوت پر اسود و احمر کے لئے ہے۔

پہلے انبیاء اپنی اپنی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے تھے۔ ان کا دائرہ دعوت بھی محدود تھا اور ان کی اصلاح کا احاطہ بھی ان کی قوم کے علاقہ تک وسعت رکھتا تھا۔ تاریخ ادیان سے ثابت ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کسی پیغمبر نے اپنی نبوت و رسالت کو اپنی قوم کے افراد سے باہر پھیلانا ضروری نہیں سمجھا۔ حضرت مسیح اور ان سے پہلے کے سب اسرائیلی پیغمبر صرف اسرائیل کے گھرانے تک پیغام ربانی پہنچاتے رہے۔ ہندوستان کے رشیوں نے اپنا کلام آریہ ورت کے لئے مخصوص قرار دیا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ویدوں کو ہندوؤں کے بھی ایک محدود طبقہ، برہمنوں کے ساتھ مختص ٹھہرایا گیا تھا۔ شودر وغیرہ ویدوں کے پڑھنے اور سننے سے محروم قرار دیئے گئے۔ دنیا کے دیگر ممالک کے نبی اور رسول بھی اپنا اپنا دائرہ دعوت صرف اپنی قوم تک محدود ٹھہراتے رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ تاریخ کے اس دور میں جبکہ قومیں قوموں سے جدا تھیں۔ ایک ملک دوسرے ملک کے حالات سے سراسر بے خبر تھا۔ قومی نبیوں کا مبعوث ہونا ایک طبعی بات تھی۔ تاہم اس کا یہ لازمی نتیجہ ہوا کہ ہر قوم صرف اپنے ہی نبیوں کو مانتی اور ان کا احترام کرتی رہی۔ اسے دوسری قوم کے نبیوں سے کوئی سروکار نہ ہوتا تھا بلکہ ان میں بعد ازاں علم ہونے پر گونہ نفرت اور معاندت پیدا ہو جاتی تھی۔

صفت رب العالمین کا تقاضا

اللہ تعالیٰ کا رب العالمین ہونا تقاضا کرتا تھا کہ سب انسانوں کو وحدت انسانی کا سبق پڑھایا جائے اور انسانوں کے افتراق اور باہمی اختلاط کے دور میں ایسا روحانی معلم مبعوث کیا جائے جو تمام قوموں اور سب انسانوں کو یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کا پیغام دے اور اپنی روحانی تاثیرات سے سارے ممالک کے باشندوں اور تمام مذاہب کے پیروؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دے۔ یہ اہم ترین کام ہمارے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے برپا کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جملہ نبیوں کی خوبیاں اور کمالات بدرجہ اتم عطا فرمائے اور آپ کو خاتم النبیین قرار دیا گویا آپ سب نبیوں کے محاسن کے گلدستہ تھے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر طائرانہ نظر ڈالنے سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ نے زندگی بھر وحدت اقوام کے پروگرام کو نہایت خوبصورتی سے عملی جامہ پہنایا۔

مکی زندگی کا ایک اہم واقعہ

اسی سلسلہ میں اس جگہ مکی زندگی کا ایک واقعہ اور مدنی زندگی کا ایک واقعہ بطور مثال ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ کے دعویٰ نبوت و رسالت سے پیشتر جب بیت اللہ کی تعمیر نئے سرے سے کی گئی اور قریش مکہ نے مل جل کر خدا کے اس گھر کو عمدہ اور مضبوط رنگ میں بنانا چاہا تو ان کے قبائل ایک مرحلہ پر تلواریں بے نیام کر کے کشت و خون کے لئے آمادہ ہو گئے۔ وہ مرحلہ دیوار کعبہ میں حجر اسود کے رکھے جانے کی سعادت کے حصول کا مرحلہ تھا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ یہ فخر میرے حصہ میں آئے۔ ہر سردار قبیلہ کی خواہش تھی کہ یہ مبارک اور یادگاری کام میرے ہاتھ سے سرانجام پذیر ہو۔ طبائع کے اختلاف کے باعث وہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے مگر پھر کسی معمر بزرگ کے سمجھانے پر اس امر پر راضی ہو گئے کہ اس بارے میں کسی ثالث کے فیصلہ کو قبول کر لیا جائے چنانچہ قرار پایا کہ اب جو پہلا شخص بیت اللہ میں آئے گا اسے ہم حکم قرار دیکر اس کا فیصلہ قبول کریں گے۔ مشیت الٰہی کے مطابق پہلے آنے والے شخص سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے سب نے یک زبان ہو کر اعلان کیا کہ ہمیں اس صدوق امین کا فیصلہ صدق دل سے قبول ہے۔ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے نہایت زیرکی اور فراست اور خدا ترسی سے کام لے کر ایسا فیصلہ فرمایا جو سب کے لئے قابل قبول بھی تھا اور ان کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کا موجب بھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑی چادر منگوائی۔ ہر قبیلے کے سردار کو ایک ایک کنارہ پکڑا دیا اور خود حجر اسود کو اٹھا کر چادر کے درمیان میں رکھ دیا۔ سب نے چادر کو اونچا کیا اور جب وہ چادر دیوار کے اس حصہ کے سامنے پہنچی جہاں حجر اسود کا رکھنا مقصود تھا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اس پتھر کو اٹھا کر دیوار خانہ کعبہ میں نصب فرما دیا۔ اس عملی مبارک فیصلہ سے سب سرداران قریش اور جملہ قبائل بیت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک خونریز جنگ ٹل گئی۔

یہ واقعہ تمثیلی زبان میں اس بات کا اعلان تھا کہ قوموں میں صلح کرانے والا اور مختلف قبائل اور اقوام کو وحدت کے رنگ میں رنگین کرنے والا یہی پاک اور مقدس وجود ہے جسے لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

مدنی زندگی کا ایک اہم واقعہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے دعویٰ رسالت کا اعلان فرمایا۔ خدائے واحد کی توحید کی طرف لوگوں کو بلایا۔ یہ بات مکہ اور عرب کے مشرکوں پر شاق گزری وہ سب آپ کے درپئے آزار ہو گئے۔ شدید مخالفت شروع ہو گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کمزور صحابہ پر مظالم، ایذا رسانیوں اور مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ بات یہاں تک بڑھی کہ ان مقدس لوگوں کا مکہ میں رہنا دشوار ہو گیا۔ اذن الٰہی سے آپ نے صحابہ کو اکیلے دکیلے مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کا ارشاد فرمایا اور بالآخر خود بھی مکہ کو چھوڑ کر مدینہ میں تشریف لے گئے۔ مگر دشمنوں نے آپ کو وہاں بھی آرام سے بیٹھنے نہ دیا۔ وہ فوجیں لے کر مدینہ پر چڑھ آئے۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفاعی جنگیں لڑنی پڑیں جن میں اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت آپ کے شامل حال رہی۔

مدنی زندگی کا ایک ابتدائی اور عظیم الشان کارنامہ یہ واقعہ ہے کہ آپ نے مدینہ پہنچنے کے ساتھ باشندگان مدینہ یہودی قبائل، مشرک قبائل اور مسلمانوں کے درمیان ایک باہمی معاہدہ قائم فرمایا کہ ہم سب پُرامن زندگی بسر کریں گے اور ایک دوسرے کو دکھ نہ دیں گے۔ بلکہ باہر سے حملہ آوروں کے مقابلہ میں متحد ہو کر دفاع کریں گے۔ ہر شخص کو مذہبی آزادی ہو گی کسی پر اس بارے میں کوئی جبر نہ ہو گا۔ یہ معاہدہ جسے تاریخ میں میثاق مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر میں پہلا اتحادی معاہدہ ہے اور اپنی شرائط کے لحاظ سے بے نظیر و بے مثال ہے۔ میثاق مدینہ بھی اس مشن کی تکمیل کی ایک کڑی ہے۔ جس مشن کو لے کر ہمارے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تھے یعنی قوموں اور مذاہب میں اتحاد و صلح کا پیدا کرنا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر اس معاہدہ کا پاس رکھا۔ اگر یہودی قبیلے غداری اور سازشوں سے مسلمانوں کو مٹانے کے درپے نہ ہو جاتے تو مدینہ مختلف مذاہب اور مختلف نسلوں کے اتحاد کا مثالی گہوارہ ثابت ہوتا۔ بہرحال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے مقدور بھر کوشش فرمائی اور آپ اس میں سب سے بڑھ کر کامیاب ثابت ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

وحدت اقوام کیلئے اسلام کے چار اصول

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وحدت اقوام کے لئے مبعوث فرمایا تھا اس لئے آپ کو ایسے اصول اور ایسی تعلیمات دیں جن سے وحدت اقوام پیدا ہو اور آپ کا یہ مشن کامیاب ہو سکے۔ وہ اصول چار بنیادی نظریات پر مشتمل ہیں تفصیلی تعلیمات تو قرآن و سنت نبوی میں بکھری ہوئی ہیں۔ وحدت اقوام کے چار بنیادی اصول یہ ہیں۔

پہلا اصول

اللہ تعالیٰ کی توحید کا عقیدہ ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں واحد ہے وہ اپنی قدرتوں میں یگانہ ہے ساری کائنات کا وہ اکیلا خالق ہے سب انسان اسی کی مخلوق ہیں وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذرہ ذرہ کا مالک ہے۔ احیاء و امانت اسی
کے قبضہ میں ہے۔ ہر انسان کی محبت و عبودیت
کا وہی حقیقی مستحق ہے۔ انسانوں کا فرض ہے کہ
اس کے ساتھ کسی کو شریک اور ساجھی نہ جانیں
کسی کے آگے اپنی گردنیں نہ جھکائیں۔ توحید کا یہ
عقیدہ وحدتِ انسانی کے لئے بطور اساس
ہے۔ قرآن مجید اور اسلام میں شرک کی بے انتہا
مذمت کی گئی ہے۔ اس لئے بھی کہ اس سے اللہ
تعالیٰ کی ذات پر الزام آتا ہے اور اس لئے
بھی کہ شرک کا عقیدہ وحدت انسانی کے سمت
مخالف واقع ہوا ہے۔ اگر کائنات میں متعدد
خدا ہوں تو ہر خدا کی الگ جمعیت ہوگی اس کے
علیحدہ پرستار ہوں گے۔ اس سے نظام عالم
درہم برہم ہو جائے گا اور انسانیت کا شیرازہ
بکھر جائے گا۔ شرک کے مقابل توحید کا عقیدہ
جہاں حقیقت پر مبنی ہے وہاں پر وہ انسانوں
کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی بنیادی اینٹ بھی
ہے۔ انسانی مساوات کے قیام کے لئے عقیدۂ
توحید اصل اور جڑھ ہے۔ جب ایک خدا
ہے وہی سب کا خالق ہے تو سب انسان بھائی
بھائی اور مساوی ہیں۔ رنگتوں، زبانوں،
قدوقامت کا اختلاف ان میں جدائی پیدا
نہیں کر سکتا۔ پس جہاں شرک اور بت پرستی
ہوگی۔ وہاں وحدت انسانی نہیں ہو سکتی
کیونکہ توحید کے بغیر وحدت بشری کا تصور
مکمل نہیں ہو سکتا۔ یہ اتنی واضح صداقت ہے کہ
سکھوں کے بزرگ بھی کہہ گئے ہیں ؎

اول اللہ نور اُپایا۔ قدرت دے سب بندے
اک نور تھیں سب جگ اپجیا۔ کون بھلے کون مندے

کہ اللہ تعالیٰ سب سے پہلے ہے اسی نے اپنے نور
اور قدرت سے انسانوں کو وجود بخشا ہے۔
جب سب انسان قدرت خداوندی سے
اس کے نور سے پیدا ہوئے ہیں تو ذاتی طور پر
کسی کو اعلیٰ اور کسی کو ادنیٰ قرار دینا ہرگز
درست نہیں ہے۔

پس اسلام کا عقیدہ توحید اور اللہ
کی ربوبیتِ عالمین کا مسئلہ وحدت انسانی کی
بنیاد ہے اور اس مسئلے کو پوری شان اور
کامل وضاحت و تفصیل سے صرف ہمارے سید
و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے
سامنے پیش فرمایا کیونکہ آپ ہی وحدت بشری
کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

دوسرا اصول

اسلام نے وحدت بشری کیلئے دوسری
بنیادی بات یہ بیان فرمائی کہ سب انسان انسانیت
میں برابر ہیں۔ پہلے زمانوں میں شودر اور برہمن
کی تمیز تھی۔ مشرقی و مغربی کا فرق تھا۔ گورے
اور کالے کی وجہ سے امتیاز قائم کیا جاتا تھا
غرض انسانیت اونچ نیچ کی کشمکش میں مبتلا تھی
اور انسانوں کو ادنیٰ و اعلیٰ گروہوں میں تقسیم
کر دیا گیا تھا۔ نیکی و کردار معیارِ فضیلت نہ تھا
بلکہ خاندان کی وجہ سے پیدائش کے ساتھ
ہی انسان ادنیٰ یا اعلیٰ قرار پاتا تھا۔ ظاہر
ہے کہ اس ماحول میں انسانوں میں وحدت کا
قیام ناممکن ہے۔ ان میں باہمی الفت و محبت
کا پیدا ہونا محال ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی بعثت کے ساتھ ہی الٰہی اعلان
فرما دیا۔ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ
مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا
وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات) کہ اے
لوگو ہم نے تم سب کو مرد و عورت سے پیدا
کیا ہے اور تمہیں قبیلوں اور گروہوں میں
بنایا ہے تاکہ تم باہم ایک دوسرے کو شناخت
کر سکو۔ یقیناً تم میں سے زیادہ معزز اللہ کے
نزدیک وہی ہے جو زیادہ تقویٰ شعار ہے۔

گویا اسلام میں معیارِ فضیلت کسی
خاندان یا قوم کا فرد ہونا یا کسی شخص کا بیٹا
ہونا نہیں ہے بلکہ اسلام میں فضیلت کی
بنیاد تقویٰ پر ہے نیک کرداری اور خدا
ترسی پر ہے۔

اسلام نے تمام انسانوں کو بلحاظ
انسانیت ایک سطح پر رکھا ہے سب کے یکساں
حقوق قرار دیئے ہیں۔ اسلامی نقطہ نگاہ
سے ترجیح صرف نیک اعمال کی بناء پر ہوتی
ہے۔ قضاء کے سامنے سب انسان بالکل
برابر ہیں کسی قسم کا امتیاز کسی کو حاصل نہیں
ہوتا۔ مشہور واقعہ ہے کہ ایک معزز گھرانے
کی خاتون چوری کی مرتکب ہوئی۔ لوگوں کو
خیال پیدا ہوا کہ اگر اسے چوری کی سزا دی
گئی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو بڑی بدنامی
ہوگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور
اس کے متعلق سفارش کی گئی۔ حضور نے
بھری مجلس میں اعلان فرمایا۔

لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ
مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ
يَدَهَا۔

"کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی
تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا" حضور
علیہ السلام کو حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے
بہت پیار تھا وہ آپ کی خاص چہیتی بیٹی
تھیں۔ مگر اسلامی مساوات اور قضاء
کے سامنے سب انسانوں کی برابری کے
اظہار کے لئے حضور علیہ السلام نے حضرت
فاطمہؓ کا نام لیا اور یہ بھی اتفاق تھا کہ
بنی مخزوم میں سے جس عورت نے چوری کی
تھی اس کا نام بھی فاطمہ ہی تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مساوات
انسانی کا علمبردار تھے اس لئے آپ نے
اپنی ساری زندگی میں اس کی عملی تصویر پیش
فرمائی۔ آپ نے مظلوموں کی حمایت اور
پاؤں تلے روندے ہوئے انسانوں کی
سربلندی کے لئے ساری قوتیں صرف فرمائیں
حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نے جو رہتی
دنیا تک کے لئے پیغام دیا اس میں بھی واضح
الفاظ میں اعلان فرمایا۔

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى
عَجَمِيٍّ وَلَا فَضْلَ
لِعَجَمِيٍّ عَلٰى عَرَبِيٍّ
اِلَّا بِالتَّقْوٰى۔

کہ اب عربی اور عجمی کی کوئی تمیز
نہیں۔ یہ نام تو بے شک باقی رہیں گے
لیکن عربی ہونا یا عجمی ہونا موجب فخر
و مباہات نہیں ہوگا۔ فضیلت کا معیار
اسلام میں صرف اور صرف تقویٰ ہوگا۔
اسلامی شریعت کے تمام تفصیلی احکام
اسی نظریہ مساوات انسانی کے گرد گھومتے
ہیں۔ انسانی وحدت کی عملی شکل اسی نظریے
سے منصۂ شہود پر آسکتی ہے۔

تیسرا اصول

تیسرا عقیدہ جو وحدتِ اقوام کی اساس
ہے وہ توحید اور مساوات بشری کے
نتیجہ میں طبعی طور پر پیدا ہوتا ہے اور وہ
یہ ہے کہ تمام مذاہب اپنی ابتداء کے
لحاظ سے منجانب اللہ ہیں اور تمام نبی
اور رشی خواہ وہ کسی قوم یا کسی خطۂ
زمین میں مبعوث ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ
کے راستباز اور صادق انسان تھے۔
ان سے محبت و عقیدت سب کے لئے
ضروری ہے اور سب ہادیانِ مذاہب
کا ادب و احترام لازم ہے۔ قرآن مجید
میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا
فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ کہ ہم
نے ہر قوم میں رسول بھیجے ہیں ان سب
رسولوں کا ایک ہی پیغام تھا کہ لوگو! ایک
اللہ کی عبادت کرو۔ شرک اور بت پرستی
نہ کرو۔

دیکھئے اس نظریہ سے تمام الہامی
کتابوں کا بنیادی طور پر احترام قائم ہو
جاتا ہے اور سب آسمانی نبیوں کی عزت
دلوں میں بیٹھ جاتی ہے۔ منافرت،
بے ادبی اور پیغمبروں کی شان میں
گستاخی کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور مختلف
ادیان کے پیرو دلوں میں اُنس و رواداری
کی رَو جاری ہو جاتی ہے۔

غور کیا جائے تو صاف طور پر معلوم
ہوگا کہ وہی رسول اور وہی مذہب وحدت
اقوام کا علمبردار ہو سکتا ہے جو توحید و
مساوات بشری کے علاوہ سب نبیوں
کی نبوت اور تمام آسمانی صحیفوں کی صداقت
کا اعلان کرنے والا ہو۔ یہ امتیاز اور یہ خوبی
بھی اسلام کو ہی حاصل ہے ہمارے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم اسی عقیدہ کو پھیلانے کے لئے
آئے تھے اسی لئے آپ ہی وحدتِ اقوام کے
کامل علمبردار ہیں۔

چوتھا اصول

چوتھی بات وحدت بشری کے لئے ایک
ایسے مقدس اور جامع نبی کا ہونا لازمی ہے جو
ساری نسل انسانی کے لئے نمونہ اور اسوہ حسنہ
قرار پائے۔ ایسے کامل اسوہ کے بغیر وحدتِ
اقوام کا نظریہ عملی صورت اختیار نہیں کر سکتا
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ انبیاء میں یہ
خاص امتیاز بھی حاصل ہے کہ آپ کی زندگی
انسانیت کے مختلف ادوار میں سے گزری ہے
یتیمی سے لے کر شہنشاہیت تک کے زمانے
آپ پر آئے ہیں آپ کے دوست بھی تھے
دشمن بھی تھے۔ آپ نے مجرد زندگی بھی بسر
کی اور آپ کی شادیاں بھی ہوئیں آپ کے
بچے بھی تھے۔ غرض دیکھا جائے تو جملہ نبیوں
میں اکیلے آپ ہی ایسے نبی تھے۔ جن کا وجود
باوجود ساری قوموں اور سارے انسانوں
کے لئے نمونہ قرار پا سکتا تھا۔ یہ بڑا تفصیلی
مضمون ہے۔ مختصر یہ کہ وحدتِ بشری کے لئے
ایک کامل اور جامع اسوہ کی ضرورت ہے۔
اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو یہ مقام بخشا کہ آپ ہر طبقۂ انسانیت
کے لئے نمونہ پیش کرنے والے ہیں اور آپ کی
زندگی میں ہر شخص کے لئے رہنمائی موجود ہے۔
اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
(الاحزاب) کہ انسانوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی زندگی میں کامل نمونہ ہے۔ پھر فرمایا
لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ
عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ
رَّحِيْمٌ (توبہ ع) کہ اے لوگو! تمہارے
پاس بہترین رسول تم میں سے آیا ہے
تمہاری تکالیف اس پر شاق ہیں وہ تمہاری
خیر اور بھلائی کا ہر وقت خواہاں ہے مومنوں
سے اس کی رأفت اور رحمت بے انداز ہے۔

پس وحدتِ بشری کے لئے جس کامل
شان، جس عظیم رأفت و شفقت اور جس جامع
نمونہ والے رسول کی ضرورت تھی وہ صرف
ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود
میں ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ
عرب کے پراگندہ لوگوں کو ایسی مضبوط وحدت
میں پرو دیا اور ان کے دلوں میں باہم الفت
اور مودّت پیدا کر دی کہ تاریخ میں اس کی
نظیر موجود نہیں۔ پس ہمارے پیارے آقا محمد
صلی اللہ علیہ وسلم صاحب کمالی بھی ہیں۔ (باقی ص ۱۲)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عبادات

(محترم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب رئیس التبلیغ مشرقی افریقہ)

انسانی زندگی کا مقصد عبادت الٰہی ہے

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ
(الذاریات)

میں نے جن و انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے عبادت کی اہمیت کے پیش نظر یہ حکم ارشاد فرمایا۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔
(البقرۃ)

اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ احکام الٰہی کی تعمیل میں اوّل المومنین تھے۔ ہر حکم پر سب سے پہلے ایمان لاتے اور اس پر دل و جان سے نہایت خوبی اور عمدگی سے عمل کرتے۔ جب عبادت کا حکم دیا گیا تو حضور علیہ السلام نے اسے دل و جان سے قبول کیا اور سب سے پہلے اس پر احسن انداز میں عمل کر کے دکھایا۔ حضور علیہ السلام کی زندگی کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ عبادت تو ساری عمر حضور علیہ السلام کی غذا رہی اور جیسا کہ حضور علیہ السلام نے خود فرمایا۔ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ کہ عبادت تو میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے۔ دعویٰ ماموریت سے پہلے ہی اپنی فطرت صحیحہ مبارکہ کے پیش نظر آپ اپنے رنگ اور طریق پر خدا تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتے۔ ذکر و فکر میں مشغول رہتے اور جیسا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ یاد الٰہی کے لئے اور اس کی عبادت کے لئے گھر سے دور ایک غار میں جا کر کئی کئی دن اور راتیں بسر کرتے اور کَانَ يَتَحَنَّثُ خدا تعالیٰ کی عبادت میں وقت گزارتے۔ حضور علیہ السلام کا عبادت میں شغف ایک ایسا جذبہ تھا کہ جس کی کرنیں اور شعاعیں اندرون خانہ اور بیرون خانہ سے نکل کر مختلف اطراف میں ضو فگن تھیں۔ حتیٰ کہ کفار تک بھی ان سے متاثر ہوا کرتے تھے اور آپ کے اس انہماکِ عبادت کو دیکھ کر پکار اٹھتے تھے عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ کہ محمد تو اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے کوئی پل بھی اس کے بغیر اسے چین نہیں۔

حضور علیہ السلام کا طریق مبارک تھا کہ بالعموم فرض نمازیں مسجد میں ادا فرماتے اور اس کے لئے آپ بڑا اہتمام فرماتے اور جہاں خود اس پر بڑی سختی سے کاربند رہے وہاں اپنے صحابہ اور متبعین کو بار بار مختلف رنگوں میں تحریص و ترغیب کے ذریعہ فرض نمازیں مسجد میں ادا کرنے کے لئے توجہ دلاتے۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن سعد نے حضور علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ گھر میں نماز پڑھنے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے بارے میں کیا ارشاد ہے تو فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ مسجد میرے گھر کے کس قدر قریب ہے۔ لیکن اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ نوافل نمازیں اور عبادات گھر میں بجا لاؤں اور فرض نمازیں اور عبادات مسجد میں بجا لاؤں۔ فرض عبادات کی ادائیگی کے لئے جہاں حضور کو یہ فکرمندی ہوتی کہ مسجدوں میں لوگ جوق در جوق آکر ان کو بجا لاویں وہاں اس بات کی بھی بڑے زور سے ترغیب دی جاتی کہ گھروں کو ویران نہ کیا جائے۔ نفلی عبادات سے ان کو منور کیا جائے۔ یہ نفلی عبادات اگرچہ عام لوگوں کی نظروں میں مخفی ہوتیں لیکن قریب ترین عزیزوں اور ازواج مطہرات کی نظروں میں تھیں۔ ان خلوت اور اندرون خانہ کی گھڑیوں میں آپ نفلی عبادات جس خلوص جس وارفتگی اور جس انہماک سے بجا لاتے ان کے متعلق حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

كَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا

کہ حضور تہجد کے نوافل بہت دیر تک رات کو ادا کرتے اور خدا کے حضور کھڑے رہتے اور اس کی عبادت بجا لاتے۔ وَلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا۔ اور رات کا لمبا حصہ عبادت الٰہی بیٹھ کر بجا لاتے۔ اور محبوب حقیقی کی یاد میں محو و مستغرق رہتے۔ پھر یہ بھی حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ رات کی اس عبادت کی خوبی و حسن کا کیا کہنا۔ آپ فرماتی ہیں۔

لَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ۔

ان کی عمدگی سے ادائیگی اور لمبا عرصہ تک نوافل ادا کرنے کے متعلق کچھ نہ پوچھو ان کی شان ہی نرالی تھی۔ لمبا عرصہ تک خدا تعالیٰ کے حضور عجز و نیاز سے عبادت کرتے۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور دعائیں کرتے۔ حَتّٰى اِنْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ۔ حتیٰ کہ آپ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ وہاں آپ ہلکی نماز بھی ادا کرتے بالعموم جب فرض نماز اور عبادت کی بجا آوری کے لئے باہر تشریف لاتے تو ہلکی نماز ادا کرتے اور اس عبادت میں چونکہ دوسرے آپ کے ساتھ شریک ہوتے اس لئے پہلے آپ کو ان کا خیال رہتا۔

لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ باوجود عبادت الٰہی میں حضور کے انہماک اور شغف کے کوئی ایسا طریق نہ اختیار کیا اور نہ تلقین کی جس کے نتیجہ میں آپ یا لوگ تکلیف مالایطاق میں مبتلا ہو جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل یہودیوں میں عبادت کے لئے یہ ضروری سمجھا جاتا تھا کہ ہفتہ کے دن مکمل تعطیل ہو اور اس دن کوئی کام کسی قسم کا بھی نہ کیا جائے۔ گویا اس دن کام نہ کرنا بڑی عبادت سمجھی جاتی تھی۔ عیسائیوں نے دنیا کی لذات اور آرام کو کلی طور پر اپنے اوپر حرام نہ قرار دے کر بیابانوں اور پہاڑوں میں الگ تھلگ عبادت گاہیں بنا لی تھیں اور ان میں بیٹھ کر تمام دنیا کی جد و جہد اور سعی و کوشش سے بکلی مجتنب ہو کر مجردانہ، راہبانہ اور متقشفانہ زندگی بسر کرنا ہی عبادت سمجھ لیا تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا صَرُوْرَةَ فِي الْاِسْلَامِ۔ (اسلام میں راہبانہ طریقے ممنوع ہیں) کا اعلان فرما کر ان سب طریقوں اور نظریات کو یک قلم منسوخ قرار دے دیا۔ اور اپنے مبارک عمل اور اسوہ حسنہ سے اس بات کو واضح فرمایا کہ عبادت کا مفہوم راہبانہ زندگی بسر کرنا نہیں اور نہ ہی دنیا سے الگ تھلگ ہو کر بنی نوع کے حقوق کی ادائیگی اور ذمہ داریوں سے فراغت حاصل کرنا ہے آپ نے پہلی مرتبہ دنیا کو عبادت کے حقیقی مفہوم اور عبادت کی غرض و غایت سے آگاہ فرمایا اور سب ایسے کاموں کو جو انسانی زندگی کی بھلائی اور مخلوق خدا کی بہتری کیلئے ضروری تھا عبادت قرار دیا۔ اور ہر ایسی بات اور طریق عبادت کو ناپسند فرمایا جو انسانی عزت اور شرف کے خلاف ہو اور بنی نوع انسان کو تکلیف مالایطاق میں مبتلا کر دے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام عبادات میں اور اپنی تمام ریاضتوں میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو ملحوظ رکھا۔

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے یسر و آسانی کی صورتوں کو پسند کرتا ہے اور ہرگز ہرگز ایسی صورت اور طریق کو پسند نہیں کرتا کہ جس کے اختیار کرنے میں تنگی و مشقت کا سامنا کرنا پڑے اور بشاشت مفقود ہو جائے۔

متعدد روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ جب کبھی بھی کسی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں یہ بات آئی کہ وہ عبادت کے لئے ایسا طریق اختیار کرتا ہے جو انسانی زندگی کو تکلیف میں ڈالنے کا موجب ہے یا جس سے دوسروں کے حقوق یا اس کے اپنے بعض حقوق کو نقصان پہنچتا ہے تو آپ اس طریق سے روک دیتے اور اپنی تعلیم کے خلاف قرار دیتے۔

(۱)۔ بخاری و مسلم اور نسائی میں یہ روایت مندرج ہے کہ ایک دفعہ ایک عورت سامنے سے گزری۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یہ خولہ ہے۔ "لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات بھر نہیں سوتی" تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! اس قدر عبادت کرو جتنی طاقت ہو"

(۲) ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ جو لوگ اپنی قوت اور استطاعت سے زیادہ رات بھر نمازوں میں مشغول رہتے تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

اِكْلَفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا۔
فَاِنَّ اَحَبَّ الْعَمَلِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ

اے لوگو! اتنے ہی عمل کے لئے اپنے آپ کو مکلف کرو جتنی کہ تم میں طاقت ہو۔ اللہ تعالیٰ تو تنگ نہیں پڑتا لیکن تم تنگ پڑ جاتے ہو۔ خدا کو سب سے زیادہ محبوب یہ بات ہے کہ تم وہ عمل کرو جس پر دوام اختیار کیا جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہی ہو"

(۳) بخاری میں یہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جو ایک نہایت زاہد اور عابد صحابی تھے یہ عہد کر لیا تھا کہ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ہوئی تو فرمایا "اے عبداللہ تم پر تمہارے جسم کا بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق ہے۔ تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے۔ تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ مہینہ میں تین دن روزہ رکھ لینا کافی ہے"۔

(۴) حضرت عثمان رضؓ بن مظعون کے متعلق جب آنحضرت صلی اللہ وسلم کو معلوم ہوا کہ وہ شبانہ روز عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ بیوی سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ دن کو روزے اور رات کو عبادت کرتے ہیں۔ سوتے نہیں تو آپؐ نے انہیں بلا کر پوچھا کیوں عثمان تم میرے طریق سے ہٹ گئے ہو؟" حضرت عثمان رضؓ بن مظعون نے عرض کیا۔ "حضور! خدا کی قسم میں آپ کے طریق سے نہیں ہٹا۔ میں تو آپ ہی کے طریقہ کا طلبگار ہوں"۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دیکھو! (پھر میرا طریقہ تو یہ ہے) کہ میں سوتا بھی ہوں اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ اے عثمان خدا سے ڈرو کہ تمہارے اہل و عیال کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ روزے بھی رکھو۔ افطار بھی کرو۔ نماز بھی پڑھو اور سوؤ بھی"۔

(کتاب الصلوٰۃ)

اوپر یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت کی مخصوص اور ظاہری صورت کی جہاں پابندی کی اور جس میں خود بہت بڑی حکمتیں ہیں وہاں حضور نے بار بار اس طرف توجہ دلائی کہ عبادت محض یہی کچھ نہیں ہے۔ اپنے طریق کار اور عمل سے حضور نے عبادت کے میدان کو بہت وسعت بخشی ہے۔

(۵) سنن ابی داؤد میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا۔

اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ
مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ
وَالصَّلٰوةِ وَالصَّدَقَةِ
قَالُوْا بَلٰى۔

اے لوگو! کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں جو درجہ کے لحاظ سے نماز، روزہ اور صدقہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ حضور ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ

کہ یہ بھی بہت بڑی عبادت ہے بلکہ بہت فضیلت والی کہ لوگوں کے درمیان تعلقات کو خوشگوار رکھا جائے۔ عبادت کی غرض و غایت، عاجزی۔ انکساری۔ معرفت الٰہی اور مخلوق خدا کے حقوق کی ادائیگی کے لئے ذمہ داری کا احساس پیدا کرنا ہے۔ پس وہ نماز اور روزہ اور وہ ذکر و فکر جو ظاہری صورت میں عبادت نظر آتا ہے۔ لیکن عبادت کے مقصد اور اسکی غرض و غایت کو پورا نہیں کرتا۔ وہ عبادت نہیں۔ چھلکا تو ہے۔ مغز نہیں۔ جسم تو ہے لیکن روح نہیں۔ ایک شخص جو لمبی لمبی نمازیں پڑھتا ہے نوافل ادا کرتا ہے لیکن چغل خوری کی قبیح عادت میں مبتلا ہے۔ غیبت جیسے فعل شنیع کا مرتکب ہے۔ لوگوں میں انتشار پیدا کرتا ہے۔ جماعت میں رخنہ ڈالتا ہے۔ افراد ما تحت دوستوں دوستوں میں افتراق اور قوم میں اختلاف کی خلیج کو وسیع کرتا ہے اور جھگڑا و فساد کھڑا کرتا ہے وہ عبادت کے مقصد اور اس کی روح سے غافل ہے اور قابل رحم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جن شرائط سے اور جس طریق سے اور جس انداز سے عبادت کی صورت اور حقیقت کو بیان فرمایا ہے اور جس طرح اپنا پاک نمونہ پیش فرمایا ہے اس سے کوئی سچا عابد عبادت کے مقصد سے غافل نہیں رہ سکتا۔ وہ تمام لوازمات اور تقاضوں کو بخوبی انجام دیتا اور سب حقوق کا خیال رکھتا ہے۔

الغرض حضور علیہ السلام نے عبادت کے مفہوم اور اس کی حدود میں وسعت پیدا فرما دی۔ اس کو صرف چند باتوں تک محدود نہیں رکھا۔ بلکہ بنی نوع کی خدمت تک کو شامل کر کے رہبانہ اور مجردانہ زندگی بسر کرنے کو ممنوع قرار دیا اور تاکید سے فرمایا کہ غریبوں۔ محتاجوں۔ یتامیٰ۔ مساکین اور بیوگان کی امداد بھی عبادت ہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ
وَالْمَسَاكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ
فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ
كَالَّذِیْ يَصُوْمُ النَّهَارَ
وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ۔

بیوگان کی بہتری کے لئے جدوجہد کرنا۔ مساکین کی ترقی و بہبود کیلئے کوشش کرنا اللہ تعالےٰ کے راستہ میں جہاد کرنے کے برابر اور اس شخص کی طرح ہے جو دن کو روزہ رکھتا اور رات عبادت الٰہی میں بسر کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں۔

"مرتبہ عبودیت کاملہ جو انسان اپنی عملی تکمیل محض خداتعالیٰ کی طرف دیکھے بجز اس مہدی کامل کے جس کی عملی تکمیل تمام و کمال محض خداتعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسر نہیں آسکتا"۔

(ایام صلح)

سَلام بحضورِ سیّد خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

اے دل و جاں کے تاجدار سلام ؛ اے رہِ دیں کے شہسوار سلام
خُلقِ انسانیت کے رکھوالے!
نقشِ خوبی اُبھارنے والے!
ظلمتوں سے ہٹا کے بغض و عناد!
ظلمتوں کو سنوارنے والے!
اے علمدار کامگار سلام ؛ اے دل و جاں کے تاجدار سلام!
اے کہ تو مثلِ آفتاب ہوا
کل جہاں تجھ سے فیض یاب ہوا
پستیوں میں گرا ہوا انساں
اوجِ عظمت سے بہرہ یاب ہوا
اے اسیروں کے دستگیر سلام ؛ اے دل و جاں کے تاجدار سلام!
رونقِ بزمِ کائنات رہی!
مل گیا تو تو حق کی ذات ملی
زندگی کو رہِ ثبات ملی
جس نظر سے نئی حیات ملی
اُس نظر پر ہزار بار سلام ؛ اے دل و جاں کے تاجدار سلام
رونقِ بزم دو جہاں تجھ سے
چشمۂ زندگی رواں تجھ سے
راحتِ دل سکونِ جاں کی قسم
راحتِ دل سکونِ جاں تجھ سے
رحمتِ ابرِ نوبہار سلام ؛ اے دل و جاں کے تاجدار سلام

عبدالسلام اختر ایم اے

خاتم الانبیاء زندہ باد

مصطفےٰ آپ ہیں مجتبیٰ آپ ہیں ؛ سرورِ کائنات خدا آپ ہیں
غایتِ دو جہاں ہمہ لقا آپ ہیں ؛ ابتدا آپ ہیں انتہا آپ ہیں
خاتم الانبیاء زندہ باد ؛ خاتم الانبیاء زندہ باد

آپ نبیوں میں ہیں ایک زندہ نبی ؛ مردہ قوموں کو دی آپ نے زندگی
لائے قرآں جو تا حشر ہے مکتفی ؛ آپ سے ہم کو توحیدِ خالص ملی
خاتم الانبیاء زندہ باد ؛ خاتم الانبیاء زندہ باد

فیضِ ختمِ نبوت ہے بحرِ رواں ؛ اس کی برکت سے قائم ہے کون و مکاں
اس کا شیریں ثمر ہے مسیح الزماں ؛ جس کے دل سے اٹھا نعرۂ عارفاں
خاتم الانبیاء زندہ باد ؛ خاتم الانبیاء زندہ باد

حشر کے روز اے سرورِ کائنات ؛ آپ کی ہی شفاعت سے ہوگی نجات
خاکِ پا پر بھی للہ کچھ التفات ؛ آپ "رحمت" ہیں اے ذاتِ والا صفات
خاتم الانبیاء زندہ باد ؛ خاتم الانبیاء زندہ باد

آپ ساقی کوثر ہیں عالی مقام ؛ اپنے شبیر کو دیجئے ایک جام
گو ہے عاصی مگر آپ کا ہے غلام ؛ اس کا نعرہ ہے اک عارفانہ کلام
خاتم الانبیاء زندہ باد ؛ خاتم الانبیاء زندہ باد

شبیر احمد بی، اے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع اور پرحکمت تعلیم میں

اقتصادی و معاشی مشکلات کا حل

مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ

(۱)

سرور کائنات فخر موجودات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

کے عظیم خطاب سے نوازا اس آسمانی لقب اور ربانی خطاب کا مقصد یہ ہے کہ آپ زندگی کے تمام مراحل میں بنی نوع انسان کیلئے سراسر رحمت و برکت ہیں اور آپ کی ہدایات اور ارشادات مشرق و مغرب میں امن و راحت کا باعث ہیں اور یہ وہ خطاب ہے جو کسی اور نبی کو نہیں دیا گیا اور آپ کی رحمت کا دائرہ محدود نہیں ہے بلکہ اس دنیا میں بسنے والے تمام اشخاص کے لئے ہے اور آپ کا وجود مبارک انسانیت کے لئے قندیل اور شمع کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک دوسری جگہ فرمایا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

یقیناً تمہارے لئے رسول کی ذات مبارک میں ایک عمدہ نمونہ اور مشکلات کا بہترین تریاق ہے۔ آنحضرتؐ کے لئے لفظ ”اسوۃ“ کے انتخاب میں ہی ایک عظیم راز اور حکمت ہے کیونکہ ”اسوۃ“ لفظ کے لغوی معنے صورت احوال کی اصلاح کرنا اور زخم کو مندمل کرنا ہیں اور اس لفظ میں فرزندان اسلام کو بالخصوص یہ بتلانا مقصود ہے کہ اگر آپ کی تعلیمات کو عملی جامہ پہنایا جائے تو اس میں اطمینان نفس اور مشکلات کا حل ہے۔ عصر حاضر میں سوسائٹی میں بنیادی مشکل یہ ہے کہ اقتصادیات اور معاشیات کا توازن بالکل ٹھیک نہیں ہے اور یہ امر ہر شخص کے لئے سردردی کا باعث بنا ہوا ہے انفرادی اور اجتماعی طور پر اس مشکل کا اظہار انتہائی غیر مناسب رنگ میں کیا جا رہا ہے اور اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر اس کے خلاف احتجاج کیا جاتا ہے کہیں گھیراؤ اور جلاؤ کا نعرہ لگایا جا رہا ہے کہیں سٹرائک ہو رہی ہے اور ... مالک اور مزدور کے درمیان مارپیٹ تک نوبت جا پہنچی ہے اور یہ صورت حال بحران کی شکل اختیار کر لیتی ہے مالک کا امن برباد ہو جاتا ہے اور سرمایہ دار اور مزدور کے درمیان ایسی وسیع خلیج حائل ہو گئی ہے جس کا پُر کرنا مشکل ہو رہا ہے۔

(۲)

اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کا بنیادی نقطہ نظر یہ ہے کہ عدل و انصاف کو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اور اسلامی نظریہ کی رو سے ہر شخص کا یہ فطرتی حق ہے کہ جملہ وسائل سے حصول رزق کے لئے کوشش کرے اس طبعی خواہش اور کوشش میں کسی قسم کا امتیاز نہیں ہونا چاہیئے کسی مخصوص طبقہ یا خاندان کی اجارہ داری نہیں ہونی چاہیئے اور اس میں قومیت رنگ و نسل کا سوال پیدا کرنا انسانی ضمیر کے خلاف ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلٰى عَجَمِيٍّ

کہ کسی عربی کو عجمی پر فضیلت جتانے کا حق نہیں ہے ہاں تقویٰ اور خدا ترسی کی بناء پر یعنی اخلاق فاضلہ کے حامل شخص کو فضیلت دی جائے پھر فرمایا:۔

اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ
يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَآءِ

کہ تم اہل زمین پر رحم کرو تم پر آسمانی بادشاہ رحم کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخلاقی لحاظ سے یہ روح قوم کے ارباب بست و کشاد میں پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ سوسائٹی میں ایک ایسا ادارہ موجود ہو جو پسماندہ اشخاص کی مدد کا ضامن ہو چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَا تُنْصَرُوْنَ وَلَا تُرْزَقُوْنَ
اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ

کہ تم مدد نہیں کئے جاؤ گے اور نہ ہی تم کو رزق دیا جائے گا جب تک تم اپنے ماحول میں رہنے والے پسماندہ طبقہ سے ہمدردی نہ کرو گے امیر و غریب کے تعلقات میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ فریقین میں ایک دوسرے کے متعلق ہمدردی کے جذبات ہوں اگر یہ روح اور جذبہ مفقود ہے تو اس چیز کا اثر اخلاقیات پر بہت ہی گھناؤنا ہوتا ہے اور امیر و غریب کے باہمی تعلقات تلخ ہو جاتے ہیں۔ عداوت رقابت بغض و کینہ قلوب میں پیدا ہو جاتا ہے اور کئی باہمی تعاون و اعتماد کی سکیموں اور فلاحی کاموں میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے ملک کا اجتماعی توازن بگڑ جاتا ہے اخلاقی اور اقتصادی بحران کی فضا سے ملک کے داخلی حالات ابتر ہو جاتے ہیں اور دشمن اس کیفیت سے خوب فائدہ حاصل کرتا ہے۔ ارشاد بالا کا مقصد یہ ہے کہ اگر قوم کے پسماندہ افراد کو نظر انداز کر دیا گیا تو ہمارے جملہ وسائل رزق اور باہمی تعاون و اعتماد کے ادارے ناکام ہو جائیں گے اور نتائج اتنے ہولناک ہوں گے کہ ان کا مقابلہ کرنا ناممکنات میں سے ہو جائے گا۔ اگر صنعتی ادارے اور کارخانے مزدوروں کی مشکلات حل نہیں کر سکتے تو ان کی ناکامی یقینی ہے

(۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقتصادی و معاشی مشکلات کے حل کے لئے دو راستے تجویز کئے ہیں۔

اوّل۔ اخلاقی ضابطہ یعنی تلقین اور وعظ و نصیحت اس میں اصولی طور پر آپ نے پُر شوکت انداز بیان میں ایسے ارشادات فرمائے ہیں جو قوم کی اقتصادی و معاشی مشکل کے حل میں بمنزلہ تریاق کے ہیں۔

دوّم۔ ایسے ایسے اقتصادی و معاشی نظریات بیان فرمائے ہیں اور اپنے ذاتی نمونہ اور عمل سے فرزندان اسلام کو بتلا دیا کہ ملک کی دولت گردش کرتی رہے اور مخصوص طبقہ کے ہاتھوں میں نہ رہے تا کہ وہ اپنی خواہشات کو پورا نہ کر سکیں یا اموال غلط رنگ میں خرچ ہوں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم کے فقراء اور مساکین کے جذبات و احساسات کا اتنا خیال تھا کہ آپ فرماتے ہیں

اُمِرْتُ اَنْ اٰخُذَ الزَّكٰوةَ
مِنْ اَغْنِيَائِكُمْ وَاَرُدَّهَا
فِيْ فُقَرَائِكُمْ

یعنی مجھے امراء سے زکوٰۃ لینے کا حکم دیا گیا ہے تا اس کو فقراء اور محتاجوں میں تقسیم کیا جا سکے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اموال زکوٰۃ کی تقسیم بڑے اہتمام اور بغیر کسی تاخیر کے فرمایا کرتے تھے اور آپ نے ہر چیز میں زکوٰۃ کا باقاعدہ نصاب مقرر فرمایا زرعی پیداوار معدنیات۔ مویشیوں اور اموال کی آمدنی میں سے زکوٰۃ ادا کرنے کا ارشاد فرمایا اور اس سلسلہ میں آپ نے ایسا ضابطہ اور قانون بیان فرمایا ہے کہ ہر صاحب نصاب پر زکوٰۃ واجب ہے۔ غیر مسلم محققین کو بھی یہ اعتراف ہے کہ یہ ایک ایسا عظیم اجتماعی اور فعال منصوبہ ہے جس کے عملی قیام سے سوسائٹی میں کوئی شخص بھوکا۔ ننگا اور مفلوک الحال نہیں رہ سکتا اور کوئی روزی اور رزق سے محروم نہیں ہو سکتا یہ وہ اقتصادی ضابطہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں باہمی اتحاد ہو اور صوبائی۔ لسانی یا علاقائی تعصب نے ان کی عقل کو مختل نہ کیا ہو تو ماہرین اقتصادیات ایسے کامیاب ادارے زکوٰۃ کے اموال سے تشکیل دے سکتے ہیں۔ جو ملک کی کایا پلٹ دیں۔ ناکارہ زمینیں لہلہاتے ہوئے کھیتوں میں تبدیل ہو جائیں۔ کئی بے کار آدمی باکار ہو جائیں ملک کی زمین سونا اگلنے لگ جائے اور ہر طرف دولت کی فراوانی ہو۔

(۴)

شخصی سرمایہ یا اجتماعی سرمایہ پر معاشرہ کا حق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا کہ:۔

اُعْطُوا الْاَجِيْرَ اَجْرَهٗ
قَبْلَ اَنْ يَّجِفَّ عَرَقُهٗ

مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دی جائے۔

اس ارشاد نبوی میں جہاں سرمایہ دار اور مزدور کے باہمی تعلقات کو خوشگوار بنانے کا گر بتلایا ہے وہاں مزدور طبقہ کو اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ تم نہایت محنت اور جفاکشی سے کام کرنا ہے اور اپنے مالک کو خوش کرنا ہے آج مالک اور مزدور کے درمیان جو رقابت کی خلیج نہایت وسیع ہو گئی ہے اور فریقین کے تعلقات ناگفتہ بہ حد تک پہنچ گئے ہیں اس کا صحیح علاج اور تریاق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ مبارک میں ہے۔

واجبی اور بر وقت مزدوری نہ دینا ایک مزدور کو بغاوت اور سرکشی پر آمادہ کرتا ہے اور یہ صورت حال مالک کے لئے مصیبت بن جاتی ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے کارخانہ کا گھیراؤ کر لیا گیا ہے اور وہ خود کارخانہ سے باہر ہے تو اس کی حالت اس وقت ایک عام مزدور سے بھی کمتر ہوتی ہے اگر مالک خود تعیش اور تنعم کی زندگی گزار رہا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کو زندگی کے تمام لوازمات بافراط
حاصل ہیں اور وہ اسراف سے
کام لے رہا ہے۔ اور اس کے بالمقابل اس
کے مزدور انتہائی تنگی اور عسرت کی
زندگی گزار رہے ہیں تو ایسا مالک یقیناً منافرت
رقابت اور حسد کا شکار ہو جاتا ہے۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد وَاتَّقُوْا
مَوَاقِعَ التُّهَمِ (یعنی الزامات کی نشاندہی
سے بچو) کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس
قسم کی نازک صورت حال پیدا ہی نہ ہونے
دی جائے جس سے مزدور اپنے مالک اور
آقا کو گالیاں دینے لگ جائے اور نوبت قتل
و غارت تک پہنچ جائے۔

(۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسراف
سے منع فرمایا ہے اور اس کے بالمقابل
آپ نے قناعت اور اعتدال سے پاکیزہ زندگی
گزارنے کی ہدایت کی ہے۔ عیاشی پر دولت کو ضائع
کرنا جس میں شخصی شان و شوکت ہو۔
زیبائش و آرائش پر بلاوجہ خرچ کرنا ان
ان سب کو آپ نے ناجائز قرار دیا ہے اور
فرمایا ہے۔

اَلْقَنَاعَةُ كَنْزٌ لَا يَفْنٰى

کہ قناعت غیر فانی خزانہ ہے اور
فرمایا اَلْاِقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ
نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ۔

کہ اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا
زندگی کی آدھی مشکلات کا حل ہے۔
عیاشی معاشرہ میں کئی ہولناک اجتماعی
امراض کو جنم دیتی ہے۔ اسلام بخل کے
سخت خلاف ہے کیونکہ یہ ایک انتہائی
مذموم اور ذلیل فعل ہے۔ لیکن وہ
قناعت کو پسند کرتا ہے اور قناعت
افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال
کی کیفیت کا نام ہے۔ موجودہ زمانہ
میں زندگی کے طور و طریق بالکل بدل چکے ہیں
زندگی کی ضروریات میں اضافہ ہو چکا ہے
اور مزید اضافہ ہو رہا ہے اس لئے
کفایت شعاری اور قناعت اس کا
بہترین حل ہے پھر لوگ نام و نمود کی خاطر
قرض لے کر خرچ کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

اِيَّاكُمْ وَالدَّيْنَ فَاِنَّهٗ
هَمٌّ بِاللَّيْلِ وَمَذَلَّةٌ
بِالنَّهَارِ۔

یعنی اے لوگو! تم قرضہ سے بچو اور یاد رکھو
کہ قرضہ سے رات غم میں گذرتی ہے اور دن
کے وقت ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ایسے
شخص کا وقار بھی ختم ہو جاتا ہے۔

(۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تمام امور
اور وسائل ناجائز قرار دئے ہیں جن سے خلائق
افراد کو نقصان پہنچتا ہو اور مال ایک طبقہ
کے ہاتھ میں آ جائے اور دوسرا آناً فاناً
فقیر اور مفلوک الحال ہو جائے۔ جیسے جوا
سٹہ۔ لاٹری سودی کاروبار اور تمام وہ
تجارتی ذرائع جو شک اور تخمین و اندازہ
کی بناء پر ہوں اور جن میں ایک فریق کا نفع
فائدہ یقینی ہو اور دوسرے کا فائدہ مشکوک
ہو۔ ضرورت کی چیزوں کو روکنا تاکہ وہ
مہنگی ہوں اور پبلک کو تکلیف ہو۔
نیلامی کی صورت میں ایک دوسرے سے
بڑھ کر نیلامی دیکر قیمت بڑھانا اس کو آپ نے
ناپسند فرمایا ہے بلکہ حکماً فرمایا۔
لَا تَنَاجَشُوْا کہ تم ایک دوسرے سے بڑھ کر نیلامی
نہ دو کیونکہ اس کا اثر عوام پر پڑتا ہے اس
سلسلہ میں آپ نے ان تمام وسائل پر بڑی
شدت سے قدغن لگائی ہے جو ناجائز اور
مصنوعی مہنگائی و گرانی کا باعث بنتے ہیں
مثلاً آپ کا ارشاد ہے کہ منڈی میں آنے سے
پہلے راستہ میں ہی مال کا سودا کر لیا جائے
یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ اس سے اجارہ داری
قائم ہو جاتی ہے اور دولت مخصوص طبقہ
اور چند ہاتھوں میں ہی گردش کرتی رہتی ہے اور
لوگوں کو غیر معمولی گرانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے

(۷)

ارشاد نبوی کا تقاضا یہ ہے کہ اقتصادی
اور معاشی میدان میں لوگ ایک دوسرے کے
ہمدرد اور مددگار ہوں اور اس میں عدل
و انصاف کو مدنظر رکھا جائے اور کسی کی
ناجائز مدد نہ کی جائے چنانچہ فرمایا

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ
وَالْمُرْتَشِيَ

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت لینے
والے اور دینے والے پر لعنت کی ہے اور ایک
حدیث میں رائش کا لفظ بھی مذکور ہے یعنی
جو رشوت کے دینے اور لینے میں واسطہ
بنتا ہے۔ رشوت ایک ایسی متعدی مرض ہے کہ
جس ماحول میں یہ موجود پایا جائے وہاں
دولت کے کمانے کے ناجائز حربوں کو استعمال
کیا جاتا ہے اور اس کا اثر عوام پر پڑتا ہے
اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب
ثروت و دولت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں
کہ تم سے قیامت کے روز سوال کیا جائیگا

مِنْ اَيْنَ اكْتَسَبْتُمْ وَفِيْمَا اَنْفَقْتُمْ

کہ تم نے یہ دولت کیسے کمائی اور اسے کہاں
خرچ کیا؟ ـــــ ملاوٹ بھی اقتصادی
اور معاشی لحاظ سے معاشرہ میں مالی نوازن
پر اثر انداز ہوتی ہے اس سلسلہ میں آپ نے
فرمایا :۔

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا

جو دھوکا دیتا ہے اس کا ہم سے کوئی تعلق
نہیں ہے۔ لفظ غش کے معنے دودھ میں
پانی ملانے یعنی ملاوٹ کرنے کے ہیں۔

(۸)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
مبارک ہے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ
یعنی اخلاق کا معیار یہ ہے کہ خدا تعالیٰ
کی صفات کو مدنظر رکھا جائے۔ خدا تعالیٰ
کی صفات میں سے رزاق۔ رؤف اور
رحیم ہیں۔ گویا آپ نے اس ارشاد میں
حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ
دلائی ہے۔ اسی ضمن میں آپ نے فرمایا

ا۔ اَلسَّاعِيْ عَلَى الْاَرَامِلَةِ
وَالْمَسَاكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكَاَنَّهٗ يَصُوْمُ
النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ یعنی

بیوگان اور مساکین کی مشکلات
کے ازالہ کے لئے کوشش کرنے والے
کی مثال مجاہد فی سبیل اللہ کی ہے اور گویا
کہ وہ دن کے وقت روزہ رکھتا ہے اور
رات کو عبادت کے لئے کھڑا رہتا ہے

(ب) اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ
كَهَاتَيْنِ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ
وَالْوُسْطٰى۔

یعنی یتیم کی کفالت کرنے والا اور میں
جنت میں اتنے قریب ہوں گے جیسا کہ شہادت
کی انگلی اور درمیانی انگلی۔

اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ان
اخلاقی نصائح کو ملحوظ رکھا جائے تو پسماندہ
طبقہ میں احساس کمتری ختم ہو جائے اور ان کے
جذبات میں ترقی اور حصول کمال و عزت
کی خواہش پیدا ہو اور یہ وہ اخلاق
عالیہ ہیں جو زندگی کے ہر پہلو میں اصلاح
کرتے ہیں ایک عرب شاعر کہتا ہے ؎

اِنَّمَا الْاُمَمُ بِالْاَخْلَاقِ اِنْ صَلُحَتْ
صَلُحُوْا وَاِنْ فَسَدَتْ اَخْلَاقُهُمْ فَسَدُوْا

یعنی قوموں کی ترقی اور احیاء اخلاق سے
وابستہ ہے اگر اخلاق درست ہو جائیں تو
اقوام کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے اور اگر
اخلاق بگڑ جائیں تو اقوام بھی بگڑ جاتی ہے

(۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے
بیان کردہ قانون وراثت کو عملی طور پر قائم
کر کے بہت ہی کامیاب اقتصادی پہلو
اختیار فرمایا ہے یعنی جو دولت ایک شخص
نے اپنی زندگی میں فراہم کی ہو وہ اس کی وفات
پر اس کے قریبی عزیزوں میں تقسیم کر دی
جائے اور ہر رشتہ دار کا حصہ اس کو دیدیا
جائے لڑکے اور لڑکی کا حصہ الگ ہے
اس قانون وراثت سے کوئی بڑی زمینداری
سرمایہ داری اور جاگیرداری قائم ہی نہیں
ہو سکتی

(۱۰)

آج کے معاشرہ میں ایک بہت بڑی اقتصادی
مشکل ناجائز رسم و رواج ہیں جن کا وجود قرآن
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں
نہیں پایا جاتا ماحول کے رجحانات کی وجہ سے
کسی کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ رسوم اسلام کے
احکام کے خلاف ہیں اور اس سے مشکلات میں
اضافہ ہو گیا ہے اور ذہنی طور پر لوگ ان سے
تنگ ہیں یہ رسوم بچہ کی پیدائش۔ شادی
بیاہ موت وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں سالگرہ
کا منانا اور ایسے مواقع پر بے جا خرچ کرنا
اور غلط رنگ میں نمائش کرنا یہ سب بدعتیں ہو گئی
ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلُّ ضَلَالَةٍ
فِي النَّارِ۔

ہر بدعت ضلالت و گمراہی ہے اور ہر ضلالت
کا انجام آگ ہے۔

نکاح میں حق مہر اس قدر زیادہ مقدار میں
مقرر کئے جاتے ہیں کہ جس میں نمائش کا پہلو
زیادہ غالب ہوتا ہے اگر لڑکی کا ولی اور اس کے
اقرباء زیادہ حق مہر کی خواہش کرتے ہیں تو لڑکی والوں سے
بھی یقیناً اس کے بدلہ میں امید رکھنی چاہیئے
کہ وہ لڑکے اور اس کے اقرباء کی توقعات کو
پورا کریں گے یعنی لڑکے والے بھی موجودہ
طرز معیشت کے تمام لوازمات کے مطالبہ کرنے
کا حق رکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اصولی طور پر نصیحت فرمائی ہے کہ حق مہر
اتنا رکھو جو آسانی سے ادا کیا جا سکے اور اس
میں کسی قسم کا غلو نہ ہو چنانچہ فرمایا

وَالصَّدَاقُ اَيْسَرُهٗ

بیاہ شادی جیسے مرحلہ میں اعتدال انسان
کو کئی پریشانیوں سے بچاتا ہے اور خانگی
زندگی بڑے اطمینان و سکون سے گذرتی
ہے اور اس سے اثرات تعمیری و خوشکن ہوتے ہیں
الغرض اقتصادی و معاشی مشکلات
کا حل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات
پر عمل کرنے سے ہو سکتا ہے کیونکہ اس سلسلہ میں آپ
کے اخلاقی ارشادات اور معاشی و اقتصادی
نظریات و ضوابط میں تقسیم دولت، حصول
دولت اور اس کے خرچ نیز اس سے ناجائز
وسائل کی نشاندہی مذکور ہے اقتصادی و معاشی
مسائل میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صریح
خلاف ورزی کر کے ہم مشکلات میں پڑ گئے ہیں
اور جس کا واویلا ہر وقت کیا جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔
"نجات بغیر نبی کریمؐ پر ایمان لانے اور اسکی
ہدایات نماز وغیرہ کے بجالانے کے نہیں مل سکتی اور
جھوٹے ہیں وہ لوگ جو نبی کریمؐ کا دامن چھوڑ کر محض
خشک توحید سے نجات ڈھونڈتے ہیں۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۲)

باقی صہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طبقاتی فرق اور عدم مساوات کو دور کرنے کے لئے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلّم کا اسوۂ حسنہ اور زرّیں ہدایات

(سلطان احمد صاحب پیرکوٹی)

طبقاتی فرق اور عدم مساوات معاشرہ کے لئے ایک ناسور کی حیثیت رکھتا ہے ایک انسان اپنے علم دولت جاہ و مرتبہ اور حسب و نسب کی وجہ سے دوسرے کو حقیر خیال کرتا ہے تو ایک قبیلہ یا قوم اپنی نام نہاد تہذیب و شرافت عددی برتری سیاسی قوت و دبدبہ اور دنیوی ترقی کی بنا پر اپنا یہ حق سمجھتی ہے کہ دوسرا طبقہ اس کی غلامی کرے۔ وہ چاہے کچھ بھی کرے اس کے خلاف کوئی آواز بلند نہ کی جائے۔ اس طبقاتی فرق اور امتیاز کے نتیجہ میں اگر ایک قوم اپنی طاقت کے بل بوتے پر دنیا کی ہر قسم کی سہولتیں اپنے لئے حاصل کر لیتی ہے اور دوسری اقوام پر حکومت کرنا اپنا حق گردانتی ہے تو دوسری قوم باوجود مستعد ہونے کے محض عددی طور پر کم ہونے یا سیاسی اور مالی لحاظ سے کم درجہ کی ہونے کی وجہ سے ترقی سے محروم رہتی ہے۔ اسی طرح خاندانوں خاندان اور قوم قوم کے درمیان فاصلے بڑھتے جاتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ یہ فاصلہ پاٹنا انسان کے بس کا روگ نہیں رہتا۔

اللہ تعالےٰ نے معاشرہ کو اس ناسور سے پاک کرنے کے لئے دنیا میں اپنے ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء کو مبعوث فرمایا ہے۔ وہ انبیاء اپنے زمانہ میں اس مقصد میں کامیاب بھی ہوئے لیکن ایک تو ان کی تعلیم محدود تھی وہ ایک مخصوص زمانہ اور مخصوص دائرہ کے لئے مبعوث ہوئے تھے دوسرے ان کی تعلیم تحریف و تبدیل کا شکار ہوگئی۔ لوگ اپنے انبیاء کی تعلیم کو بھول گئے اور اپنے مخصوص مفادات کے حصول کے لئے انہوں نے ایسے قوانین تجویز کئے جو ان کی مذہبی تعلیم کے سراسر خلاف تھے۔ اور اس طرح وہ اسی خلیج میں جا گرے جس کو پاٹنے کی انہیں تعلیم دی گئی تھی۔

ہمارے نبی افضل الانبیاء محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے کافۃ للناس۔ کہہ کر مبعوث فرمایا تھا۔ آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر دنیا میں بھیجا گیا تھا آپ کی ہمت اور استعداد کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ اور پھر آپ کی دعوت کسی محدود وقت یا مخصوص قوم کے لئے نہ تھی۔ جیسے آپ سے پہلے انبیاء کی ہوتی تھی اس لئے آپ کی اصلاح بھی نہایت وسیع عام اور موثر تھی آپ نے ایک طرف اس زمانہ میں رائج برائیوں کو دور کیا اور دوسری طرف ایسی اصولی ہدایات دیں جن پر عمل کر کے انسان ہر زمانہ میں اور قیامت تک ہر قسم کی برائیوں سے اپنے آپ کو پاک اور صاف رکھ کر مقرب الٰہی بن سکتا ہے۔

آپ نے جو اصلاحات فرمائیں ان میں سے ایک بڑی اصلاح یہ تھی کہ آپ نے رنگ و نسل کے امتیاز کو کلی طور پر مٹا دیا۔ خاندان اور قوم و قبیلہ پر فخر و مباہات کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ آپ نے فرمایا جہاں تک انسانیت کا سوال ہے سب انسان برابر ہیں کسی انسان اور کسی قوم کو دوسرے انسانوں اور اقوام پر تفوق اور برتری حاصل نہیں ہر انسان کو خدا تعالےٰ نے جو استعدادات عطا کی ہیں وہ ان سے فائدہ اٹھانے میں آزاد ہے وہ اپنی محنت کوشش سے دنیا کا بلند سے بلند مقام حاصل کر سکتا ہے۔ آپ نے ایک بڑی عجیب مثال دُنیا کے سامنے پیش کی اور فرمایا سب انسان ایک ہی باپ اور ایک ہی ماں یعنی آدم و حوا کی اولاد ہیں وہ سب ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں اگر ایک باپ کے بیٹوں میں سے بعض بیٹے زیادہ طاقت و قوت اور دولت حاصل کر لیتے ہیں تو کیا وہ اس فرق کی وجہ سے بھائی بھائی نہیں رہتے اگر وہ طاقت و قوت اور دولت کے فرق کے باوجود بھائی بھائی ہی رہتے ہیں تو پھر آدم و حوا کی اولاد ہوتے ہوئے ایک انسان کو دوسرے انسان پر تفوق جتلانے اور برتری کا دعویٰ کرنے کا حق کیسے ہو سکتا ہے چنانچہ آپ نے یہ ربانی اعلان سنایا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا
رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ
مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ
خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ
بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا
وَنِسَاءً (النساء)

اے لوگو! اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا اور اس کی جنس سے ہی اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں میں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کر کے دنیا میں پھیلائے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ درست ہے کہ لوگ قبیلوں اور قوموں میں تقسیم ہوئے ہیں اور بعض قبیلے اور اقوام دوسرے قبیلوں اور اقوام سے مال و دولت اثر و رسوخ یا کسی اور وجہ سے آگے ہیں لیکن قبیلوں اور گروہوں میں تقسیم ہونا کسی فضیلت کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اصل میں تمام انسان ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ کی اولاد ہیں قومیں اور قبیلے تو صرف امتیاز اور پہچان کے لئے ہیں جو ان کو تفاخر اور تکبر و بڑائی کا موجب بناتا ہے وہ میری تعلیم کے خلاف عمل کرنے والا اور خدا تعالےٰ کی خوشنودی سے محروم ہے چنانچہ آپ نے فرمایا

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ
مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ
شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا
إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
أَتْقَاكُمْ (الحجرات)

اے لوگو! ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو کئی گروہوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

انسانی مساوات کا یہ عظیم اصول پیش کر کے آپ نے یہ تعلیم دی کہ کسی فرد یا قوم کو دوسرے فرد یا قوم کی تحقیر نہیں کرنی چاہئیے کسی انسان کو ذلیل تصور نہیں کرنا چاہئیے سب لوگ اپنے اصل کے لحاظ سے برابر ہیں اور سب کے لئے ترقی کے راستے یکساں کھلے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ آج جو شخص یا گروہ تمہیں حقیر اور ذلیل نظر آ رہا ہے کل کو خدا تعالےٰ کی عطا کردہ استعدادات کی وجہ سے تم سے آگے نکل جائے

وہ اب بھی اپنے اوصاف اور خوبیوں کی وجہ سے تم سے بہتر ہو جیسا کہ فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا
يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ
أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ
وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ
عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ (الحجرات)

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے اسے حقیر سمجھ کر ہنسی مذاق نہ کیا کرے ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔ اور نہ کسی قوم کی عورتیں دوسری قوم کی عورتوں کو حقیر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ ممکن ہے کہ وہ (دوسری قوم کی یا حالات والی) عورتیں ان سے بہتر ہوں۔

آپ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا!

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَإِنَّ أَبَاكُمْ وَاحِدٌ أَلَا لَا فَضْلَ لِعَرَبِيٍّ عَلَى عَجَمِيٍّ وَلَا لِعَجَمِيٍّ عَلَى عَرَبِيٍّ وَلَا لِأَحْمَرَ عَلَى أَسْوَدَ وَلَا لِأَسْوَدَ عَلَى أَحْمَرَ إِلَّا بِالتَّقْوَى (مسند احمد بن حنبل)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک تھا پس ہوشیار ہو کر سن لو کہ عربوں کو عجمیوں پر کوئی فضیلت حاصل نہیں اور نہ عجمیوں کو عربوں پر کوئی فضیلت حاصل ہے اسی طرح گورے رنگ والوں کو کالے رنگ والوں پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے لوگوں کو گوروں پر کوئی فضیلت ہے ہاں ان میں سے جو بھی اپنی نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے آگے نکل جائے وہی افضل ہے۔

یہ مختصر خطبہ بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی نوع انسان کی بہتری اور ان کا امن کیسا مدنظر تھا آپ نے پسند نہ فرمایا کہ کمزوروں کے حقوق محفوظ کئے بغیر اس دنیا سے گزر جائیں۔ آپ کو بنی نوع انسان میں امن اور آرام کی خواہش اور بنی نوع انسان میں مساوات کے قیام کی خواہش اتنی شدید تھی کہ دنیا میں اس کی مثال نہیں پائی جا سکتی یہی وجہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والا ہر شخص دوسرے کے برابر ہو جاتا ہے خواہ وہ کیسی ہی ادنےٰ اور ذلیل سمجھی جانے والی قوم سے تعلق رکھتا ہو حریت اور مساوات کا جذبہ صرف اور صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی دنیا میں قائم کیا ہے اور ایسے رنگ میں قائم کیا ہے کہ آج تک بھی دنیا کی دوسری قومیں اس کی مثال پیش نہیں کر سکتیں گو وہ قومیں شاید حریت اور مساوات کا دعویٰ مسلمانوں سے بھی زیادہ بلند آواز سے بلند کر رہی ہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نسلی اور قومی تفاخر کو زمانہ جاہلیت کی عادت قرار دیا ہے چنانچہ آپ نے فرمایا اسلام رنگ و نسل کے امتیاز کی نفی کرتا ہے اور اب بڑائی کا پیمانہ صرف یہ ہے کہ انسان نیک عمل بجا لانے والا ہو آپ نے فرمایا انسان کو ہر دم یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ وہ مٹی سے پیدا ہوا ہے اسے تفاخر اور تکبر زیب نہیں دیتا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

قَدْ أَذْهَبَ اللَّهُ عَنْكُمْ
عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ
فَخْرَهَا بِالْآبَاءِ إِنَّمَا هُوَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ وَالنَّاسُ بَنُوْ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ ۔ (ترمذی)

اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے ایمان کے نتیجہ میں تم سے زمانۂ جاہلیت کے بے جا کبر و غرور اور آباؤ اجداد کی وجہ سے بے جا تفاخر کی مرض کو دور کر دیا ہے اب کسی شخص کی بڑائی کا پیمانہ یہ ہوگا کہ ایک آدمی خدا تعالیٰ پر ایمان لے آئے اور نیک عمل بجا لاوے اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی نظر میں کم درجہ کا وہ انسان ہوگا جو بد عمل اور اچھے اوصاف سے محروم ہو۔ یاد رکھو سب انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہوا تھا۔

آپ نے انسانی مساوات کے سلسلے میں ایک عظیم نعرہ بلند کیا کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتم الانبیاء کے مقام پر سرفراز فرمایا ہے مجھے انسانیت کے لحاظ سے باقی انسانوں پر کوئی فضیلت حاصل نہیں إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں تمہارے جیسا انسان ہوں اور تم میرے جیسے انسان ہو۔ بحیثیت انسان ہم سب برابر ہیں۔

آپ نے صرف فلسفہ کی شکل میں ہی اس تعلیم کو پیش نہیں فرمایا بلکہ اپنی زندگی میں اس مساوات کو قائم کر کے دکھا دیا۔

آپ نے اپنے غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ کو آزاد کر کے اپنا متبنّٰی بنایا اور پھر اپنی حقیقی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینبؓ کو ان کے نکاح میں دے دیا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ظاہری حکومت بھی عطا کی تھی آپ نے عہدوں کی تقسیم میں بلا امتیاز نسب ذاتی اہلیت کو معیار قرار دیا آپ نے پانچ سرایا میں اور پھر ۸ھ ہجری میں جنگ موتہ میں اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ کو امیر لشکر بنایا۔ اور جب ان کی امارت پر اعتراض کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ اس کام کے اہل تھے اور مجھے بہت محبوب تھے پھر اپنی زندگی کے بالکل آخری ایام میں جو لشکر آپ نے روم کے ساتھ جنگ کے لئے تیار فرمایا اس کا سپہ سالار حضرت اسامہ بن زیدؓ کو مقرر فرمایا اور بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کو آپ کی ماتحتی میں کر دیا۔ آپ کا اپنے ایک آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن حارثہ اور پھر ان کے بیٹے حضرت اسامہؓ کی ماتحتی میں عظیم الشان مہاجرین اور انصار کو مقرر فرمانا اسلامی مساوات کا ایک شاندار ثبوت تھا جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں سکھا دیا۔

عام دنیا میں بالعموم ایسا ہوتا ہے کہ ایک طاقتور انسان اگر کوئی جرم کرے تو وہ سزا سے محفوظ رہتا ہے لیکن ایک دفعہ حضور کے سامنے چوری کا ایک کیس پیش ہوا مجرم ایک مالدار اور اثر و رسوخ کی مالک عورت تھی اسے سزا سے مستثنیٰ قرار دلوانے کی کوشش کی گئی آپ نے اس پر بڑی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ

إِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ قَبْلَكُمْ
كَانُوا يُقِيمُونَ الْحَدَّ عَلَى
الْوَضِيعِ وَيَتْرُكُونَ
الشَّرِيفَ وَالَّذِي نَفْسِي
بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ فَعَلَتْ
ذَالِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا۔

تم سے پہلی قوموں کو اس بات نے ہلاک کیا کہ جب ان میں سے کوئی چھوٹا آدمی جرم کرتا تھا وہ اسے سزا دیتے تھے اور جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے سو اچھی طرح کان کھول کر سن لو کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر میری لڑکی فاطمہ بھی چوری کرے گی تو میں اسلام کے قانون کے مطابق اس کے بھی ہاتھ کاٹوں گا۔

آپ کے چچا حضرت عباسؓ جب بدر کے قیدیوں میں لائے گئے اور حضور کی تکلیف کے پیش نظر صحابہؓ نے ان کے بندھن ڈھیلے کر دیئے تو آپ نے فرمایا یہ بے انصافی نہیں ہونی چاہیئے جس طرح عباس میرا رشتہ دار ہے دوسرے قیدی بھی تو دوسروں کے رشتہ دار ہیں یا تو سب قیدیوں کے بندھن ڈھیلے کر دیئے جائیں یا حضرت عباس کے بندھن بھی کس دیئے جائیں۔ صحابہؓ نے آپ کی بات سن کر سب قیدیوں کے بندھن ڈھیلے کر دیئے اور حفاظت کی ساری ذمہ داری اپنے سر لے لی۔

غلاموں اور ملازموں کے متعلق آپ نے یہ فرمایا کہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں اس لئے تم ان سے ایسا کام نہ لو جو ان کی طاقت سے بڑھ کر ہو ان کے جذبات کا لحاظ رکھو لباس اور خوراک ایسی دو کہ انہیں احساس کمتری نہ ہو۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

إِنَّ خَوَلَكُمْ إِخْوَانُكُمْ
جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ
فَمَنْ كَانَ أَخُوهُ تَحْتَ
يَدِهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ
وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ
وَلَا تُكَلِّفُوهُمْ مَا
يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ
مَا يَغْلِبُهُمْ فَأَعِينُوهُمْ

تمہارے غلام تمہارے انسان بھائی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے ماتحت کر دیا ہے پس اگر تم میں سے کسی کے ماتحت اس کا کوئی بھائی ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے خادم بھائی کو اس کھانے میں سے کچھ نہ کچھ دے جو وہ خود کھاتا ہے اور اس لباس میں سے کچھ نہ کچھ پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے پھر فرمایا انہیں کوئی ایسا کام سپرد نہ کرو جو ان کی طاقت سے باہر ہو اور اگر مجبوراً کوئی ایسا کام سپرد کر دو تو اس میں ان کی مدد کرو۔ آپ تاکید فرمایا کرتے تھے کہ جب تم سفر کرو تو یا تو اپنے غلام کو سواری پر اپنے ساتھ بٹھاؤ یا اس کے ساتھ باری مقرر کر کے سواری پر چڑھو۔ غلاموں سے حسن سلوک کی تلقین میں حضرت ابوہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ کے رستہ میں جہاد کا موقعہ نہ مل رہا ہوتا اور حج کی توفیق نہ مل رہی ہوتی اور میری بڑھیا ماں زندہ نہ ہوتی جس کی خدمت مجھ پر فرض ہے تو میں خواہش کرتا کہ میں غلامی کی حالت میں مروں۔

بالعموم یہ دیکھا جاتا ہے کہ کچھ مدت گزرنے کے بعد ایک تحریک جو پہلے مضبوط اور ملک گیر یا عالم گیر ہوتی ہے کمزور ہو جاتی ہے اور اگر اسے تازہ کرنے کے لئے کوئی انتظام نہ کیا جائے تو وہ مٹ جاتی ہے انسانی مساوات کی تحریک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور اپنے زمانہ میں اسے عملی طور پر قائم کیا اسے تا قیامت جاری رکھنے کے لئے آپ نے ایک دائمی اور معقول انتظام فرمایا مثلاً دن میں پانچ وقت نماز کے دوران مسلمانوں کو انسانی مساوات کا علم دینے کے لئے انہیں مسجد میں جمع ہونے کا حکم دیا۔ ایک صف میں ایک امام کے پیچھے نماز ادا کرنے کا حکم دیا اس طرح بندہ اور بندہ نواز کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کر دیا۔ نماز میں ایک غریب اور دنیا کا دھتکارا ہوا انسان بھی ایک بڑے معزز انسان کے کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہوتا ہے جس سے عام حالات میں اس کے لئے ملاقات کرنا بھی مشکل ہوتا ہے پھر اگرچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مجلس میں یہ حکم دیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ سے اس لئے نہ اٹھایا جائے کہ اس کی جگہ دوسرا آدمی بیٹھ جائے ہاں ذرا سمٹ کر دوسرے آدمی کے لئے گنجائش نکالی جا سکتی ہے لیکن مسجد کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر حکم دیا

کہ اس میں نہ تو کسی کے لئے جگہ خالی کرائی جا سکتی ہے اور نہ کسی کے لئے کوئی جگہ مخصوص کرائی جا سکتی ہے پھر امام کے قریب اور پہلی صف میں بیٹھنے کا استحقاق صرف اس کو ہے جو پہلے آ کر اس جگہ پر قبضہ کر لے پھر امیر و غریب، حاکم و محکوم ہر ایک کو ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا ہوتی ہے جس کے لئے کسی خاص نسب یا قوم سے ہونا ضروری نہیں بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے اَعْلَمُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ (تم میں سے قرآن کریم کا زیادہ علم رکھنے والا) کی شرط رکھی ہے پھر اس سے ذرا وسیع پیمانہ پر ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا اجتماع رکھا جس میں ایک علاقہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں اس موقع پر بھی ایک غریب کو امیر سے اور ایک محکوم کو حاکم کے کندھے سے کندھا ملا کر بیٹھنے کا موقع ملتا ہے پھر سال میں دو بار عیدین کے اجتماعوں میں مسلمان جمع ہو کر انسانی مساوات کے سبق کو تازہ کر سکتے ہیں اور یہ سلسلہ چونکہ قیامت تک چلتا چلا جائے گا اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جاری فرمودہ انسانی مساوات کی تحریک بھی قیامت تک جاری رہے گی اور دنیا میں کوئی اور جاری ہونے والی تحریک یا دنیوی طور پر ابھرنے والی کوئی طاقت اس کے رستہ میں روک نہیں بن سکتی۔

پھر ذی استطاعت لوگوں کے لئے حج کی ایک اجتماعی عبادت رکھی گئی ہے اس میں شرکت کے لئے دنیا کے اکناف و اطراف کے مسلمان مکہ میں جمع ہوتے ہیں اس عبادت کا جو طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا ہے وہ بھی انسانی مساوات کا ایک عظیم نمونہ ہے دنیا کے ہر علاقہ کے مسلمان بلا لحاظ قوم و ملک اور رتبہ ایک ہی جگہ جمع ہو کر اور ایک ہی قسم کا لباس (جو سلا ہوا نہیں ہوتا) پہنے یہ عبادت بجا لاتے ہیں غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے انسانی مساوات کی تحریک صرف جاری ہی نہیں فرمائی اور اس پر اپنی زندگی میں ہی عمل نہیں کیا بلکہ اسے قیامت تک جاری رکھنے کے لئے ایسا انتظام بھی فرمایا جو بے مثال و بے نظیر ہے ہم دیکھتے ہیں کہ آپ کی یہ تحریک آپ کے وصال کے بعد بھی پھولتی پھلتی رہی اور آج ابھی گو مسلمانوں میں بہت سی کمزوریاں پیدا ہو گئی ہیں لیکن انسانی مساوات کا اثر بہت حد تک ان میں پایا جاتا ہے خلافت راشدہ کے دوران کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں جن میں انسانی مساوات کا مظاہرہ کیا گیا حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں عرب کا ایک رئیس جبلہ بن ایہم مسلمان ہوا۔ اس نے مکہ میں کسی غریب مسلمان کو کسی وجہ سے تھپڑ مار دیا حضرت عمر فاروقؓ نے اسے بلایا اور فرمایا اگر تم نے ایسی حرکت کی ہے تو خدا کی قسم تم سے اس کا بدلہ لیا جائے گا۔ آپ کا اپنا ایک بیٹا اسلامی جرم کا مرتکب پایا جاتا ہے تو آپ اپنے ہاتھ سے اسے درّے لگاتے ہیں جن کے نتیجہ میں اس کی روح جسم عنصری سے پرواز کر جاتی ہے۔ گویا آپ کے زمانہ میں انسانی مساوات کا دور دورہ تھا۔ آپ نے حد جاری کرنے میں یا عام تعزیری کارروائی میں مجرم کے عہدہ ریاست یا اثر و رسوخ کا کوئی لحاظ نہ کیا۔ جب قانون کی پابندی کروانے کا سوال پیدا ہوا تو آپ نے اپنی قرابت داری کا بھی کوئی لحاظ نہ کیا۔ پھر آپ سفر کے دوران اپنے غلام کو باری سے گھوڑے پر سوار ہونے کا موقع دیتے ہیں اور اس بات کا کوئی احساس نہیں کرتے کہ آپ عالم اسلام کے حکمران اعلےٰ ہیں اور غلام کی حیثیت محض آپ کے ایک ذاتی خادم کی ہے یہ خلافت راشدہ کی چند مثالیں ہیں اور اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ایسی (باقی ملا پر)

67

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلام میں جنگ اُحد کی اہمیت

عارضی ہزیمت پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ

مکرم مسعود احمد خان صاحب ایم۔اے لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ

جنگ اُحد تاریخ اسلام میں ایک ایسا اہم واقعہ ہے کہ جس کے مطالعہ سے قومی زندگی اور جنگی کارروائیوں سے متعلق بہت سے حقائق معلوم ہوتے ہیں۔ جنگ بدر میں ذلت آمیز شکست کھانے کے ایک سال بعد اپنے مقتولوں کا بدلہ لینے اور اپنی خفت مٹانے کے لئے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ ابو سفیان مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک ہزار کی جمعیت لیکر مدینہ سے نکلے ابھی میدان میں بھی نہ پہنچے تھے کہ منافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول کی سرکردگی میں مسلمانوں سے الگ ہو گئے اور اب سات سو مجاہدین تین ہزار کفار کے سامنے صف بستہ ہوئے۔ ایک درّہ پر جو مسلمانوں کے عقب میں تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ عبد اللہؓ بن جبیر کی قیادت میں متعین فرمایا اور تاکید فرمائی کہ کسی حالت میں بھی تم اس درّے کو نہ چھوڑنا لیکن جب درّہ والوں نے میدان جنگ میں مسلمانوں کا پلّہ بھاری دیکھا تو حضرت عبد اللہ بن جبیرؓ کی مرضی کے خلاف انہوں نے درّہ چھوڑ دیا۔ حضرت خالدؓ بن ولید نے جو ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے اور کفار کی طرف سے مسلمانوں سے لڑنے آئے تھے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور درّہ پر حملہ بول دیا۔ حضرت عبد اللہؓ بن جبیر شہید ہو گئے یہ وقت مسلمانوں پر بہت کڑا آیا ہر طرف بھگدڑ مچ گئی۔ صرف چند صحابہؓ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے گرد رہ گئے۔ ستر صحابہ شہید ہوئے جن میں حضور کے چچا اور رضاعی بھائی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی تھے خود حضور بھی زخمی ہو گئے۔ دو دندان مبارک شہید ہو گئے جوں جوں صحابہؓ کو علم ہوتا گیا کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ و سلامت ہیں وہ پروانہ وار آ آ کر حضور سے ملتے گئے اور پھر سے داد شجاعت دینے لگے۔ آخر مسلمان کفار کا زغہ توڑ کر ایک گھاٹی میں پناہ گزین ہو گئے اب یہاں ایک معجزہ ظاہر ہوا کہ کفار کو اس گھاٹی پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی حالانکہ ستر مسلمان شہید ہو چکے تھے جبکہ ان کے صرف تئیس افراد مارے گئے تھے اور وہ اپنے زعم میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہؓ کو ختم کر چکے تھے۔ پھر بھی انہوں نے چند نعرے لگانے ہی کافی سمجھے۔ جس کے مسلمانوں نے مناسب جواب دئیے۔ نعروں کا جواب ملنے پر مسلمانوں نے جان لیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہؓ زندہ ہیں ان پر اسلام کا اور رعب طاری ہوا اور پھر اگلے سال بدر کے میدان میں لڑائی کا چیلنج دے کر اُحد کا جیتا ہوا میدان چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

اگرچہ مسلمانوں کو اُحد کے میدان میں ہزیمت اٹھانی پڑی لیکن اس میں شک نہیں کہ یہ جنگ اسلام کی صداقت ظاہر کرنے والا ایک عظیم واقعہ تھی اور اس میں مسلمانوں کے بہت سے فائدے مضمر تھے۔

جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درّہ پر مجاہدین کو مقرر فرمایا اور کہا خواہ ہم کو فتح ہو یا شکست چاہے ہم دشمن کو دھکیل دیں اور غنائم پر بھی قبضہ کر لیں یا دشمن ہم کو قتل کر دے اور پرندے ہماری لاشوں پر سے گوشت نوچنے لگیں تم یہیں کھڑے رہنا کیونکہ تمہارا اس درّہ کو چھوڑنا حالات پر موقوف نہیں ہمارے حکم پر موقوف ہے۔ اس گروہ کی اکثریت اس حکم پر کاربند نہ رہی ان کی حکم عدولی سے مسلمانوں کو ہزیمت پہنچی۔ لیکن ایک سبق حاصل ہو گیا اور سبق حاصل ہونا بھی بذات خود ایک کامیابی ہے

ع ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

یہ ہزیمت اس لئے بھی مسلمانوں کو ملی تھی کہ ان کے ایمانوں کو آزمایا جائے۔ ایک طرف وہ منافقین بھی تھے جو کہتے تھے کہ اگر مسلمان ہماری طرح گھر بیٹھے رہتے تو یہ ہزیمت نہ اٹھانی پڑتی وہ کمزور ایمان والے بھی تھے جو اطاعت کا اعلیٰ نمونہ نہ دکھا سکے پھر وہ مومنین بھی تھے جو بشری تقاضا کے تحت کفار کے ریلے میں ڈٹے نہ رہ سکے اور افراتفری میں نہ کہ ایمان کی کمزوری سے ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ پھر وہ مومنین بھی تھے۔ جنہوں نے انتہائی مصیبت اور تکلیف کی گھڑیوں میں جانثاری کا بے مثال مظاہرہ کیا اگر یہ عارضی شکست نہ آتی تو ان تمام گروہوں میں امتیاز کیسے پیدا ہوتا۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

وَمَا اَصَابَکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰہِ وَلِیَعْلَمَ الْمُؤْمِنِیْنَ
(آل عمران)

یعنی جس دن دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں اُس دن جو دُکھ تمہیں پہنچا وہ اللہ کے حکم سے تھا (یعنی قانون قدرت کے تحت ملا تھا) تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون واقعی مومن ہے اور کس درجہ کا مومن ہے۔

اب اس عارضی ہزیمت کے بعد رسول اور مومنین کا کیا فرض تھا۔ یہی کہ رسول تو ان کو جہاد فی سبیل اللہ کی طرف اور بھی شدت سے بلائیں اور مومنین اور زیادہ جوش و خروش کے ساتھ لبیک کہیں اور بغیر رکھی ان میں کسل مندی نہ ہونے پائے۔ قرآن مجید میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا اِذَا تَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔

یعنی جن لوگوں نے اپنے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے حکم کو قبول کیا ان میں سے ان کے لئے جنہوں نے اپنا فرض ادا کیا اور تقوےٰ اختیار کیا بڑا اجر ہے۔

چنانچہ اس فرض منصبی کی ادائیگی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذرا سی بھی کوتاہی نہ کی۔ بلکہ ان حالات میں بھی جبکہ گھاٹی میں پناہ گزین تھے اور دشمن آپ کی ذات کو اور آپ کے اصحاب کو للکار رہا تھا۔ آپ نے خاموش رہنے میں مصلحت پائی لیکن جب اس نے اُعل ھبل کا نعرہ لگایا تو پھر اس میں آپ کو اپنی ذات کی نہیں بلکہ اپنے مشن کی پسپائی دکھائی دی جس کو آپ ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہ کر سکتے تھے اور آپ نے صحابہ کو سکھایا کہو اللہ اعلیٰ و اجل اور جب دشمن نے لَنَا عُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ کہا تو اس میں آپ کو اپنے واحد یگانہ رب العزت کی ہتک دکھائی دی اور آپ نے نعرہ لگوایا اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ اس میں آپ کے اس یقین کامل کا بھی اظہار ہے کہ آخر فتح آپ کی ہی ہوگی کیونکہ جس کا اللہ مولیٰ ہو اس کو کون نقصان پہنچا سکتا ہے اور اس آخری فتح کو سوائے اللہ سبحانہ و تعالےٰ کے کسی اور کی طرف منسوب نہیں کرنی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے مولیٰ نے میدان جنگ پر فتح پانے والے کے ابو سفیان کے دل میں جو خوف کا احساس پیدا کر دیا اور وہ بجائے مزید کارروائی کرنے کے جس کی اس کو بظاہر مقدرت حاصل تھی اگلے سال پر لڑنے کا چیلنج دے کر میدان چھوڑ کر اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ واپس روانہ ہو گیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے:۔

سَنُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا اَشْرَکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِہٖ سُلْطٰنًا وَمَاْوٰھُمُ النَّارُ وَبِئْسَ مَثْوَی الظّٰلِمِیْنَ ٥

جو لوگ منکر ہیں ہم ان کے دلوں میں اس سبب سے کہ انہوں نے اس چیز کو اللہ کا شریک قرار دیا جس کی اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری یقیناً رعب ڈال دیں گے اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور ظالموں کا ٹھکانا کیا ہی بُرا ہے۔

یقیناً وہ لوگ ظالم ہیں جو اپنی فتح کے زعم میں حدِ اعتدال سے گزر کر نازیبا فخر و مباہات کے کلمات زبان پر لاتے ہیں۔ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف دشمنوں پر صرف غلبہ پانا ہی نہ تھا۔ بلکہ اپنے مالک حقیقی کے حکم کی فرمانبرداری تھا۔ اس نے حکم دیا کہ دشمنوں سے لڑو آپ لڑے اور آپ کو آزمائش کی گھڑیوں میں سے گزارا آپ کمال استقامت کے ساتھ گزرے آپ کو صبر کی تلقین ہوئی آپ نے صبر کا عدیم المثال نمونہ دکھایا دشمن کی ہار جیت سے آپ کو کوئی غرض نہ تھی چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:۔

لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ اَوْ یَتُوْبَ عَلَیْھِمْ اَوْ یُعَذِّبَھُمْ فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ ٥

پس تمہارا اس معاملہ میں کوئی دخل نہیں۔ اللہ تعالےٰ چاہے تو اُن پر فضل کرے یا ان کو عذاب دے (کیونکہ وہ عذاب ہی کے مستحق ہیں) کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ پھر فرمایا کہ مومن کا کام تو رضائے الٰہی اور انعامات سرمدی کا حصول ہے اگر دنیوی کامیابی ملے لیکن اس کی مغفرت اور اس کی جنتیں نہ ملیں تو وہ فتح کیا دنیوی شکست سے بھی ادنیٰ چیز ہے اسلئے دنیوی شکستوں اور ہزیمتوں کی پرواہ نہ کرو دشمن کو دشمن تو سمجھو لیکن انسانیت کا سلوک اس کے ساتھ کرو اور انجام اللہ تعالےٰ پر چھوڑ دو

وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ۔

یعنی اپنے رب کی طرف سے نازل ہونیوالی بخشش کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی قیمت زمین و آسمان ہیں اور متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرض اٹھرا کا شافی علاج حبوب مفید اٹھرا چھ صد گولیاں ۲۰ روپے ناصر دواخانہ ربوہ فون ۶۳ گول کچہری بازار لائل پور فون ۲۰۵

بڑھو وہ متقی جو خوشحالی میں بھی اور تنگدستی میں بھی (خدا کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور غصہ کو دبانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور اللہ محسنوں سے محبت کرتا ہے۔

یہ بھی بتا دیا کہ جب صبر اور استقامت کے نتیجہ میں تم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے فتح نصیب ہو تو تمہارا سلوک دشمنوں سے غرور و تکبر اور ظلم و زیادتی کا نہیں بلکہ احسان کا ہونا چاہیئے۔

دشمن جا چکا تھا۔ آپؐ نے ابھی اپنے نقصان کا بھی اندازہ نہ لگایا تھا اپنے قربا اور جاں نثاروں کی لاشوں کے پاس بھی نہ گئے تھے کہ آپؐ نے ستر جانبازوں کا ایک دستہ تیار کیا اور ان کو کفار کے پیچھے بھیجا کہ دیکھو کہیں وہ مدینہ کے شہر کی طرف تو نہیں گئے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر ہم نبرد آزما ہونگے کیونکہ اب ان کا حملہ بے کس اور نادار شہریوں پہ ہوگا ہر میدان جنگ نہیں اور چونکہ یہ صریح ظلم کی انتہا ہوگی اسلئے چونکہ آپ کو خدا تعالےٰ پر بھروسہ تھا آپ نے فرمایا اب ہم ان کو مزا چکھا دیں گے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آخر کار فتح ہماری ہوگی جب معلوم ہوا کہ دشمن مکہ کی طرف ہی گیا ہے تو آپ قدرے مطمئن ہوگئے۔ اگرچہ ستر صحابہؓ شہید ہو چکے تھے آپ کے ساز و سامان بکھرے ہوئے تھے بہت کچھ لوٹا جا چکا تھا۔ جو صحابہؓ زندہ تھے وہ بھی زخموں سے نڈھال ہو رہے تھے اور آپؐ خود بھی زخمی تھے پھر بھی مدینہ واپس آنے کے دوسرے دن ہی آپ نے ایک اور لشکر ترتیب دیا کہ کہیں دشمن نے یہ دھوکہ ہی نہ دیا ہو کیونکہ میدان میں اس کا پلہ بھاری تھا۔ شاید وہ بے خبری میں مدینہ میں دھاوا بول دے۔ آپ کا یہ خیال درست ثابت ہوا کفار راستہ میں رک گئے اپنی حماقت پر غور کیا اور دوبارہ حملہ کا منصوبہ بنانے لگے لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو پہلے ہی تاڑ گئے تھے کہ ان کے عزائم بد لینے والے ہیں اور تیر انداز مدینہ سے آٹھ میل باہر پہنچ چکے ہیں تو پھر ڈر گئے اور اپنے ناپاک ارادوں سے باز رہے۔

ابوسفیان احد سے جاتے وقت ایک سال بعد پھر ملنے کا چیلنج دے گیا تھا ایک سال پورا ہو رہا تھا لیکن وہ اپنے قول کو نبھاتے ہوئے ڈر رہا تھا کیونکہ خشک سالی کی وجہ سے وہ اپنے لڑنے والوں اور جانوروں کے لئے خوراک کا انتظام نہ کر سکتا تھا لیکن یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ مسلمان یہ سمجھیں کہ قریش مکہ لڑ نہیں سکتے اس لئے اس نے ایک شخص کو مدینہ بھیجا کہ وہ مسلمانوں میں خوف پیدا کرے تاکہ وہ بدر کے میدان میں جانے کا ارادہ ترک کر دیں۔ اس شخص نے بہت سے مسلمانوں کو ڈرایا کہ قریش نے بہت تیاریاں کی ہیں بعض مسلمان واقعی خوف زدہ ہو گئے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور روانہ ہوں گا خواہ میرے ہمراہ کوئی شخص بھی جانے کو تیار نہ ہو۔ حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عزم بالجزم اور استقامت کو دیکھ کر صحابہ کے دل بھی مضبوط ہو گئے۔ اور پندرہ سو صحابہ کا لشکر تیار ہو گیا۔ حضور اکرمؐ بدر کے میدان میں پہنچ گئے۔ جبکہ کفار مکہ چند میل مکہ سے باہر آکر واپس لوٹ گئے۔ گویا ایک پسپائی کو آپ نے بالکل عارضی امر سمجھا اور احد میں شکست کسی صورت میں بھی حضور اکرمؐ کے عزم و استقامت میں کمزوری پیدا نہ کر سکی۔ نہ ہی دشمن کی چال آپ کے دل میں خوف پیدا کر سکی یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ آپ کو یہ یقین محکم تھا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اپنے مشن میں کامیاب و بامراد کرے گا۔ چونکہ بدر کی طرف یہ سفر ایسے وقت میں کیا گیا جب کہ وہاں تجارتی میلہ لگنے والا تھا صحابہؓ اپنے ساتھ تجارتی سامان بھی لے گئے کہ اگر لڑائی نہ ہوئی تو وہ اس میلے میں تجارت کر سکیں اور خوش قسمتی سے وہ دگنے نفع کے ساتھ مدینہ واپس لوٹے جب کہ ابوسفیان اور کفار مکہ کی خوب جگ ہنسائی ہوئی۔ انہوں نے احد کی جنگ میں ایک عارضی غلبہ حاصل کر کے کیا پایا سوائے اسکے کہ وہ اپنی ضلالت و گمراہی میں اور بڑھے اور پھر رسوائی کے عذاب میں بھی مبتلا ہونا پڑا۔ قرآن مجید نے سچ کہا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا
أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ
إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا
إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُهِينٌ

جن لوگوں نے انکار کیا وہ ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ ہمارا ان کو ڈھیل دینا ان کی ذات کے لئے بہتر ہے ہم جو انہیں ڈھیل دیتے ہیں تو اس کا نتیجہ صرف ان کا گناہوں بڑھ جانا ہو گا اور ان کے لئے رسوا کرنے والا عذاب مقدر ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۷

سینکڑوں مثالیں مل جائیں گی۔

خلاصہ کلام یہ کہ انسانی مساوات کا جذبہ صرف اور صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہی دنیا میں قائم کیا ہے آپ کے بتلائے ہوئے انسانی مساوات کے اصول فطرت کے عین مطابق اور قابل عمل ہیں ان اصول پر نہ صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں خود عمل کر کے دکھایا بلکہ آپ کے بعد بھی ان پہ عمل ہوتا رہا۔ اگر آج بھی لوگ ان اصول پر عمل کریں اگر وہ باہم اخوت کا جذبہ پیدا کریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے ماتحت جو وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں اپنے بھائیوں کے لئے بھی پسند کریں وہ کسی انسان کو حقیر نہ جانیں۔ ایک دوسرے سے محبت کریں ایک دوسرے پر رحم کریں۔ ہر ایک انسان کو اپنی خداداد استعدادوں کے مطابق ترقی کرنے میں نہ صرف آزاد چھوڑ دیں بلکہ اُسے ترقی کرنے میں مدد دیں تو ہماری قوم متحد اور بنیان مرصوص کی طرح مضبوط بن سکتی ہے ان میں اتحاد پیدا ہو سکتا ہے وہ ترقی کی راہوں پر گامزن ہو سکتی ہے اور ہمارا ملک گہوارۂ امن و امان بن سکتا ہے۔

خدا کرے کہ ہمیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے انسانی مساوات کے اصول پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کی توفیق نصیب ہو۔ آمین۔

هو الشافی
حیوانات کا مہلک
اپھارہ
اکسیر
کے ایک پیکٹ سے منٹوں میں غائب غیر مفید ہو تو واپسی قیمت کی رعایت فی پیکٹ ایک روپیہ۔ درجن یا زائد پر ۲۵ کمیشن دو درجن یا زیادہ پر خرچ ڈاک۔ ۵/ا بذمہ کمپنی تفصیلی لٹریچر مفت
کیور ہومیو میڈیسن کمپنی،
۳۵ کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائد اعظم لاہور
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی گولبازار ربوہ فون ۶۰۶

بقیہ صفحہ ۶

صاحب جمال بھی ہیں آپ کی قوت قدسیہ بے نظیر و بے مثال ہے اور آپ کی روحانی تاثیرات دائمی اور ابدی ہیں۔ آپ کے اصول ناقابل نسیخ اور آپ کی تعلیمات ہر زمانہ کے لئے ضروری اور لازمی ہیں تاقیامت آپ ہی کے فیوض و برکات جلوہ گر ہیں اللہ تعالےٰ آپ کی عظمت و شان .... کو ہمیشہ بلند فرماتا ہے اور آپ کی روحانیت سے ہم سب کو فیض یاب کرتا ہے۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔ آمین یا رب العالمین

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے
پر شوکت و پر جلال اشتہارات کا مجموعہ
یعنی
مجموعہ اشتہارات
جلد اوّل
سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ اشتہارات جو پہلے تبلیغ رسالت کے نام سے دس جلدوں میں چھپ چکے ہیں اور قریباً ربع صدی سے نایاب ہیں ہم انہیں مجموعہ اشتہارات کے نام سے تین جلدوں میں شائع کر رہے ہیں جس کی جلد اوّل طبع ہو کر مارکیٹ میں آچکی ہے۔ ہدیہ جلد اوّل مجلد علاوہ محصولڈاک دس روپے مکمل سیٹ تین جلدوں میں تیس روپے باقی دو جلدیں بھی جلد طبع ہو جائیں گی انشاء اللہ۔ آرڈر رجسٹرڈ کروالیں۔
ملنے کا پتہ
الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ فون ۴۸۱

یک روزہ چوزے چھپیاں چوزے لیور کی ہوسکے ٹیکے ملنے کا پتہ
خلیل پولٹری فارم ربوہ
ریٹ
یک روزہ چھپیاں نوے فی صد جنس گری۔ ۳۰ روپے سینکڑہ ۲ فی صد زائد ۱۰۰۰ یا زائد خریدار کو ۱ فی صد زائد یک روزہ مرغ ۵۰/- روپے سینکڑہ۔ (مینیجر)

جرمولین نئی اور پرانی خارش، داد، چنبل، کیل چھائیوں اور جملہ جلدی امراض کیلئے زود اثر مرہم قیمت ایک روپیہ حمیدیہ دواخانہ عبداللہ پور لائل پور فون نمبر ۶۹۰۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرمۂ نور والوں کا
نورانی کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی اور صفائی کیلئے
بہترین تحفہ
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرمالیا کریں
منیجر

PIA
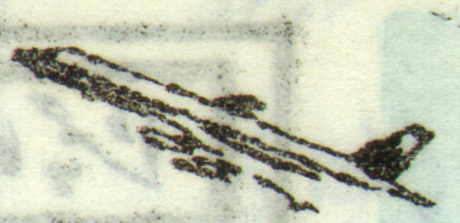
پاکستان انٹرنیشنل ایرلائنز نے ربوہ کے لوگوں کو اب ہوائی سفر کی سہولتیں دینے کے لئے ربوہ میں اپنی ایجنسی قائم کر دی ہے۔ احباب بحاجت اسٹیٹ بنک کی اجازت ویزا اندرون و بیرون ملک سفر کے لئے پی آئی اے کے ٹکٹ اور دیگر سفری سہولیات ہم سے حاصل کریں۔ فون کے ذریعہ اور خط کے ذریعہ بھی ہر قسم کی سہولتیں مہیا کی جا سکتی ہیں۔
ملک عبد الحفیظ
مینیجر احمد برادرز جی ایس اے پی آئی اے ربوہ فون ۵۵۵

الفضل میں اشتہار دے کر
اپنی تجارت کو فروغ دیجئے (منیجر)

قادیان کا قدیمی مشہور عالم اور بے نظیر تحفہ
سرمۂ نور رجسٹرڈ
جملہ امراض چشم
کیلئے
اکسیر ثابت ہو چکا ہے
ہمیشہ خریدتے وقت
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ سیالکوٹ
کا لیبل ملاحظہ فرمالیا کریں
شفاخانہ رفیق حیات رجسٹرڈ ٹرنک بازار سیالکوٹ

لیڈیز پارچات
خریدتے وقت ہمیشہ اپنی دکان
الفردوس کلاتھ مرچنٹ
۸۵۔ انارکلی لاہور کو یاد رکھیں
ہمارے ہاں نئے دیدہ زیب
ڈیزائنوں میں کریب پرنٹ۔ کاٹن پرنٹ۔ ٹشو
ساٹن۔ بروکیڈ۔ شنیل۔ کشمیری شالیں۔ اور سوٹوں کا
تازہ سٹاک موجود ہے
تشریف لاکر خدمت کا موقعہ دیں
الفردوس کلاتھ مرچنٹ ۸۵ انارکلی لاہور

کاغذ اور گتہ
بازار سے رعایتی نرخوں پر خریدنے کے لئے
پیپر کارنر گپت روڈ فون ۶۲۵۲۲ لاہور پر تشریف لائیں
ملک عبد اللطیف سنکوہی —— ملک محمد حنیف
گھر کا فون نمبر ۶۲۵۱۶ گھر کا فون نمبر ۶۲۵۱۸

رشید اینڈ برادرز سیالکوٹ کے
نئے ماڈل کے
چولہے

بلحاظ اپنی خوبصورتی مضبوطی، تیل کی بچت اور افراط حرارت دنیا بھر میں بے مثال ہیں
اپنے شہر کے ہر ڈیلر سے طلب فرمائیں

امانت فنڈ تحریک جدید میں
روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے
اور خدمت دین بھی۔ (وکالت مال)

الیس اللہ بکاف عبدہ
کے پرنٹ شدہ خوبصورت اور دلکش
ٹھوترائنگ پیسٹر
خریدیئے
ملنے کا پتہ
نصرت آرٹ پریس گولبازار۔ ربوہ

NOOR-E-BASAR
OKK
کاجل نور بصر
آنکھوں کی خوبصورتی صحت اور صفائی کیلئے لاجواب تحفہ
دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

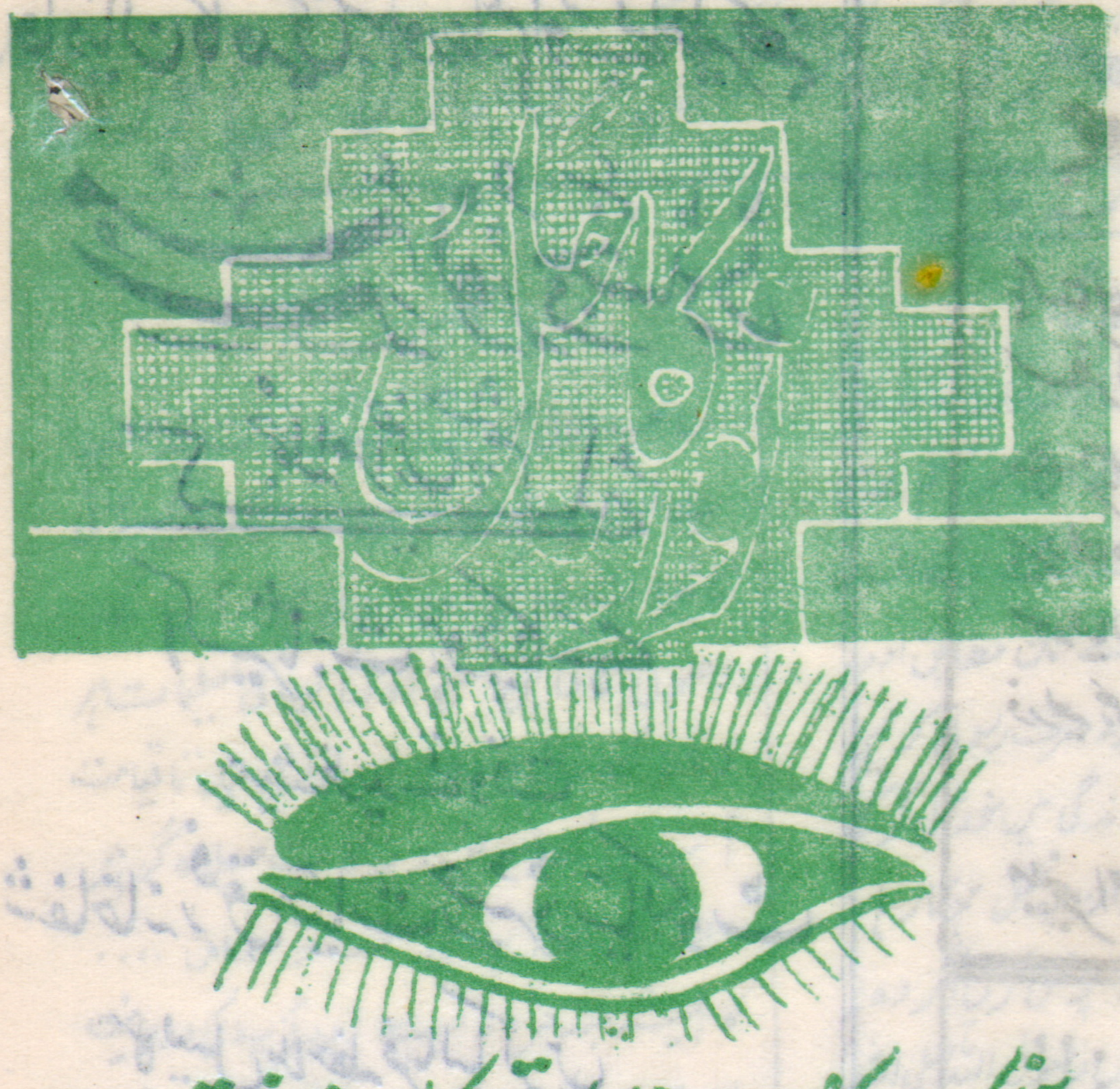

آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے لاثانی تحفہ

ہمیشہ اپنے گھروں میں استعمال کریں!

تیار کردہ خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ

ہر قسم کا چمڑا

کینوس کے ٹرنک

سوٹ کیس، ہولڈال

ہینڈ بیگ

سامان سید ملٹری

سفر کی ضروریات کا سامان

جہیز میں دینے والے تحائف

خریدنے کے لئے

ہمارے شو روم میں تشریف لائیے

ایم الٰہی بخش حسین بخش

۱۳۱۔ انار کلی۔ لاہور

حضرت مصلح موعودؓ کا قائم کردہ

صحت کی ضامن شہرۂ آفاق

اردو کا مرکز

رجسٹرڈ

دواخانہ خدمتِ خلق ربوہ

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے

زد جام عشق طاقت کی لاثانی دوا قیمت ۱۰ گولی ۱۶/- روپے	پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے	دوائی خاص زنانہ امراض کا واحد علاج ۶ روپے
اولاد نرینہ گولیاں مجرب دوا کورس ۱۵/- روپے	قدیمی سب اوّلین۔ شہرۂ آفاق حب اٹھرا رجسٹرڈ مکمل کورس ۲۰/- روپے	حب مفید النساء عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا قیمت خوراک ایک ماہ ۵/-
تریاق خاص نوجوانوں کی صحت کا نگہبان ۵/- روپے	ہمارا اصول صاف ستھرے اجزاء دیانتدارانہ دواسازی عمدہ پیکنگ مناسب قیمت مخلصانہ مشورہ اور اسی اصول کے تحت ۱۹۱۱ء سے آپکی خدمت کرتے چلے آرہے ہیں	حب مسان سوکھے کی مجرب دوا فی شیشی ۲/- روپے
معین الصحت تلی بسی خرابی جگر اور یرقان کا علاج ۱۶ دن کی خوراک ۵/-	مقوی دماغ گولیاں ذہنی کام کرنے والوں کی بہترین معاون ۵/-	شہزادہ خرابی جگر کمزوری جسم اور لاغری کی دوا ۳۲ خوراک ۶/- روپے
مقوی دانت منجن دانتوں کی عمر اور صحت بڑھانے کیلئے فی شیشی ۱/-	حکیم نظام جان اینڈ سنز چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون ۸۴۴ بالمقابل ایوان محمود۔ ربوہ	تسہیل ولادت پیدائش کی گھڑیوں کو آسان کرنے کی دوا ۳/-

---

اچھوتے اور بے مثل ڈیزائنوں میں بیاہ شادی کے لئے سونے کے

جڑاؤ و سادہ سیٹ

چاندی کے خوشنما برتن ٹی سیٹ وغیرہ

فرحت علی جیولرز کمرشل بلڈنگ شاہراہ قائد اعظم لاہور فون نمبر ۵۲۶۲۳

ہر قسم کا

سامان سائنس

واجبی نرخوں پر خریدنے کے لئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور فون ۶۲۷۵۰

گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں

تبخیر معدہ کا شرطیہ علاج

رجسٹرڈ

ہاضمون

سپیپ معدہ کی جملہ امراض کے لئے تیار کردہ

نصرت کیمیکل ورکس گولبازار ربوہ المعروف دواخانہ ہاضمون بالمقابل ایوان محمود

GULBERG

MINI

V. W. SPECIALISTS

PHONE : 81442
54-B, GULBERG II

MOTORS